شیعہ مذہب
کی
حقیقت
تحریر
علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ
تلخیص و ترتیب
مولانا حافظ عبد اللطیف اثری
استاذ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو
ادارۃ دعوۃ الاسلام
مئوناتھ بھنجن یوپی
www.KitaboSunnat.com

شیعہ مذہب کی حقیقت

تحریر

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

تلخیص و ترتیب

مولانا حافظ عبداللطیف اثری

استاذ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو

ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

نام کتاب : شیعہ مذہب کی حقیقت

تحریر : علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

تلخیص وترتیب : مولانا حافظ عبداللطیف اثریؔ

طابع وناشر : ادارۃ دعوۃ الإسلام، مئو

سال اشاعت : ستمبر ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

صفحات : 112

قیمت : 60/00

﴿ملنے کے پتے﴾

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101

اقرا بک سینٹر پرانی حویلی، حیدرآباد	دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدرآباد
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس پرانی حویلی، حیدرآباد	مرکز الاثر الاسلامی پرانی حویلی، حیدرآباد
القرآن پبلیکیشنز میسومہ بازار، سری نگر	مکتبہ مسلم جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر
چارمینار بک سینٹر چارمینار مسجد، بنگلور	دارالمعارف بھنڈی بازار، ممبئی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف مرتب

نبی کریم ﷺ نے جن فرقہ ہائے ضالہ کے وجود پذیر ہونے کی خبر حدیث میں دی ہے انھیں میں سے ایک فرقہ ''شیعہ'' بھی ہے۔ یہ فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن اس کے عقائد اسلامی عقائد سے بالکل مختلف ومتضاد ہیں، اس فرقہ کی تین قسمیں ہیں غالیہ، زیدیہ، رافضہ، اور ہر ایک کے مختلف فرقے ہیں، ان کے بعض عقائد یہ ہیں:

حضرت علی ہی نبی برحق بلکہ خدا ہیں، مگر جبریل نے غلطی سے آنحضرت ﷺ پر نزول کیا۔ حضرت علی تمام انبیاء سے افضل ہیں، وہ آسمان پر بادلوں میں ہیں ان کو موت نہیں بلکہ تمام امام موت سے بری ہیں، قیامت کا حساب اور نشر نہیں ہے، امام کو دینی و دنیوی تمام باتوں کا علم ہوتا ہے اور ان سے مثل انبیاء معجزات صادر ہوتے ہیں، خصوصاً بارہ امام انبیاء سے افضل ہی نہیں بلکہ وہ خدائی صفات کے حامل ہیں۔

یہ لوگ شیخین پر تبری کرتے ہیں، صحابہ وازواج مطہرات پر زبان طعن دراز کرتے ہیں ان کی تکفیر کرتے ہیں، انھیں خائن و بددیانت اور مرتد وگمراہ کہتے ہیں، مسئلہ تشبیہ، بداء، رجعت اور تناسخ کے قائل ہیں تقیہ کو برحق و فرض جانتے ہیں اور اس کے تارک کو اللہ کے دین اور شیعہ کے دین سے خارج سمجھتے ہیں۔

چونکہ یہ فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور مسلمانوں سے خلا ملا رکھتا ہے نیز حساس مسلم مسائل پر ان کے علماء صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر مسئلہ کا حل بھی تلاش کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اسٹیج سے اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتے ہیں اس لئے نادانستہ طور پر ان کے خلاف شرع عقائد کے مسلمانوں میں پھیل جانے کا خطرہ ہے بلکہ وہ اس کے لئے کوشاں بھی ہیں اور اس کے لئے تقیہ کے ساتھ ساتھ اور دوسرے طریقے اپنا رہے ہیں اس لئے اس بات کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے عقائد کو واضح کر کے صاف وشفاف آئینہ میں ان کی اصل تصویر دکھائی جائے۔

اللہ جنت الفردوس میں جگہ دے علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر کو کہ آپ نے دیگر فرقہ ہائے ضالہ مثلاً قادیانیت، بہائیت، بابیت، اسماعیلیت وغیرہ کی طرح اس فرقہ کے غلط عقائد کو بھی اپنی تحریروں میں واضح کیا ہے، اور قرآن کریم، صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے بارے میں ان کے نظریات کو طشت

ازبام کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ شیعہ عقائد یہودی سازش کے تحت وضع کیے گئے ہیں اور اس فرقے کی بنیاد بھی ایک یہودی شخص عبداللہ بن سبا نے کی ہے جو یہودی افکار ونظریات کی ترویج اور انھیں اسلامی شریعت کا حصہ بنا کر اسلام کی حقیقی تصویر کو بدل دینا چاہتا تھا۔

زیر نظر کتاب شیعہ کے عقائد ونظریات سے متعلق آپ کی عقائد وتعلیمات شیعہ سے متعلق کچھ تحریروں کی تلخیص ہے۔ یوں تو عقائد ونظریات شیعہ کے موضوع پر کئی جید علماء کی قابل قدر تحریریں موجود ہیں لیکن کوئی ایسی تحریر جس میں صرف کتب شیعہ کی مندرجات ہی کو دلیل میں پیش کیا گیا ہو اور ہر نص وعبارت کا حوالہ شیعہ ہی کی مستند ومعتبر کتابوں سے دیا گیا ہو میری نظر میں نہیں ہے۔ اس لئے اس وقت صرف اسی تحریر کی تلخیص پیش خدمت ہے۔

اس تلخیص واعداد کی ضرورت کا احساس دلانے والے میرے شفیق وعزیز شاگردان گرامی مالکان مکتبہ الفہیم مئو، ہیں۔ جو بحمد اللہ بیدار مغز، حساس، ترویج کتاب سنت کے شیدائی ہیں۔ ان عزیزان گرامی نے قلیل ہی مدت میں احیاء کتاب وسنت اور امحاء شرک وبدعت پر مشتمل سلف صالحین کی کتابوں کا ایک انبار لگا دیا ہے جو قابل تعریف اور قابل ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں مزید حوصلہ، ہمت اور اخلاص عطا فرمائے۔

میرا کام اس کتاب میں صرف یہ ہے کہ میں نے موضوع سے متعلق کچھ مفید باتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ البتہ کچھ حوالہ جات عربی عبارات اور توضیحات کا اضافہ کیا ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں جن باتوں کی ضرورت نہیں تھی اسے حذف کر دیا ہے۔ اسی طرح مکررات سے بھی صرف نظر کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ کتاب جس مقصد سے طبع ہو رہی ہے اس مقصد کو بدرجہ اتم پوری کرے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے احقاق حق کا ذریعہ بنائے۔ اور مصنف، مرتب، اور طابع وناشر کو اجر جزیل سے نوازے۔ (آمین)

عبداللطیف اثری
جامعہ عالیہ عربیہ، مئوناتھ بھنجن

07/08/06

شیعیت کا آغاز

جب سرورِ گرامی قدر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کا آفتاب طلوع ہوا اور اس کی کرنوں سے کفر وشرک کی ظلمتیں چھٹنے لگیں تو کفر وشرک کے حاملین اسی وقت پیغمبر اسلام اور آپ کی تعلیمات کے خلاف محاذ آراء ہو گئے اور انہوں نے پہلے تو میدان جنگ میں بالمقابل صف بندی کر کے دُو بدو مسلمانوں کو شکست دینا چاہی مگر جب ان کی تمام تر تدابیر مسلمانوں کے ایمان ویقین کے سامنے نہ ٹھہر سکیں اور جذبۂ جہاد سے سرشار کائنات کی عظیم ہستی کے عظیم ساتھیوں نے میدان جہاد میں ارباب کفر وشرک کو پسپا کر دیا تو انہوں نے ایک نیا لبادہ اوڑھ کر فکری محاذ پر مسلمانوں کی قوت وشوکت کو پارہ پارہ کرنے کی خفیہ جدوجہد شروع کر دی۔

چنانچہ جزیرۂ عرب میں یہودی لابی، ایران میں مجوسی عناصر اور برصغیر میں ہندو اہل اسلام کے خلاف سرگرم ہو گئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(۱)

''مخالفین اسلام اللہ تعالیٰ کے جلائے ہوئے چراغ کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ بھی اپنے نور کو مکمل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔''

اسلامی عقائد کی دیوار میں سب سے پہلے جس شخص نے نقب لگانے کوشش کی وہ منافق ''عبداللہ بن سبا الیہودی'' کے نام سے معروف ہے وہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوا اور کفریہ عقائد کی ترویج کے لئے اپنی کوششیں شروع کر دیں۔یہ ناپاک اور بدطینت شخص اپنے سینے میں اسلام کے خلاف بغض وحقد چھپائے حبّ اہل بیت کا لبادہ اوڑھے اور اپنے مکروہ چہرے پر اسلام کا ماسک لگائے اُن سادہ لوح افراد کو مکر ودجل کے جال میں پھنسا کر صحیح اسلامی عقائد سے منحرف کرنے لگا جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ

---

(۱) سورۃ الصف ۶۱/۸

کے مطابق روم وفارس کی سلطنتوں کے فتح ہونے کے بعد دین اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔

" وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا.(۱)

"اللہ تعالیٰ کا شریعت اسلامیہ کے مطابق عمل کرنے والے اہل ایمان سے وعدہ ہے کہ وہ انھیں اقتدار عطا فرمائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو اقتدار عطا فرمایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور دین اسلام کو مضبوط اور غالب فرمائے گا اور مسلمانوں کے خوف کو امن وسکون میں تبدیل کردے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا اور روم وفارس کی سلطنت پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا یہ عظیم الشان فتوحات یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کو گوارا نہ تھیں، چنانچہ انھوں نے مسلمانوں کے عقائد وافکار میں نقب زنی کر کے غیر اسلامی افکار ونظریات داخل کرنا چاہے، کیونکہ ان کے اسلاف قیصر وکسریٰ، بنو قریظہ اور بنو نضیر میدان جنگ وقتال میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور انھیں ختم کرنے کی کوشش کا تجربہ دہرا چکے تھے اور اس میں انھیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا، تو یہودیوں اور مجوسیوں کے باہمی اشتراک عمل نے عبداللہ بن سبا کو جنم دیا اور یہاں سے تشیع یعنی شیعہ ازم کا آغاز ہوا، ابن سبا نے اسلامی سلطنت کے فرماں رواں داماد رسول ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا، اس نے دور دراز کے علاقوں کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کئے، بہت سے یہودی اور مجوسی اس کے معاون بن گئے اور یوں انھوں نے اسلامی سلطنت میں ایک خفیہ تنظیم قائم کر لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا لبادہ اوڑھ کر پوری سلطنت میں اپنے نمائندوں کا جال پھیلا دیا۔

اس گروہ نے "ولایت علی" کو بنیاد بنایا اور اپنے پیروکاروں میں ایسے عقائد کی

---

۱ سورۃ النور۲۴/ ۵۵

نشر واشاعت شروع کردی جن کا اسلام کے بنیادی ارکان سے کوئی تعلق نہ تھا، یہ لوگ خود کو ''شیعانِ علیؓ'' کہنے لگے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے اور ان کے عقائد سے بری الذمہ تھے۔

اس طرح سے عبداللہ بن سبا اپنے یہودی اور مجوسی معاونین کے تعاون سے امت اسلامیہ میں ایک ایسا فرقہ پیدا کرنے کی کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ جو اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے آگے چل کر ناسور کی حیثیت اختیار کرگیا۔ اس فرقے نے اسلامی عقائد کو شدید نقصان پہنچایا اور مسلمانوں کے اسلاف کے خلاف انتقامی موقف اختیار کیا۔

عبداللہ بن سبا شیعی عقائد کا بانی ہے۔ اس کا اعتراف خود شیعہ کے بعض مؤرخین نے بھی کیا ہے چنانچہ شیعہ مؤرخ ''الکشی'' جو کہ ان کے مقدم علمائے رجال میں سے ہے اور جس کے بارے میں شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ'' جید عالم، صحیح العقیدہ اور مستقیم المذہب ہے، اس کی کتاب علم رجال کے موضوع پر انتہائی اہم، قدیم اور بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، کتاب کا پورا نام ہے" معرفة الناقلين عن الائمة الصادقين " جو کہ رجال الکشی کے نام سے معروف ہے۔ (۱)

یہ نامور شیعہ مؤرخ (۲) اپنی کتاب میں رقمطراز ہے۔

''بعض اہلِ علم سے روایت ہے کہ عبداللہ سبا یہودی تھا، پھر وہ مسلمان ہوگیا اور حضرت علی علیہ السلام سے اظہارِ محبت کرنے لگا، اور اس کا جو عقیدہ حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون کے بارے میں تھا بعینہ وہی عقیدہ اس نے حضرت علیؓ کے متعلق اختیار کیا وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کے مخالفین کی تکفیر کی۔ اسی بنا پر شیعہ کے مخالفین کہتے ہیں تشیع (شیعہ ازم) یہودیت سے ماخوذ ہے'' (۳)

یہی روایت شیعہ محدث و مؤرخ مامقانی نے الکشی سے اپنی کتاب " تنقیح

---

(۱) مقدمہ رجال الکشی حالات مصنف

(۲) اس کا پورا نام ابوعمرو بن عبدالعزیز الکشی۔ چوتھی صدی کے شیعہ علماء میں سے تھا، شیعی روایات کے مطابق اس کا گھر اس وقت کے شیعہ کا مرکز تھا۔

(۳) رجال الکشی ص ۱۰۱ مطبوعہ مؤسسۃ الأعلمی کوبلاء عراق

المقال“ میں نقل کی ہے۔(۱)

اسی طرح شیعہ مؤرخ نوبختی جس کے بارے میں مشہور شیعہ ماہرِ علم رجال نجاشی کہتا ہے۔

”الحسن بن موسیٰ ابومحمد النوبختی بہت بڑے شیعہ متکلم، اپنے ہم عصروں پر فوقیت رکھنے والے اور جیدٗ عالم تھے۔(۲)

شیعہ مؤرخ طوسی، نوبختی کے متعلق لکھتا ہے:

”امام ابومحمد نوبختی بہت بڑے متکلم (علم کلام کا ماہر) فلسفی اور صحیح العقیدہ شیعہ عالم تھے۔(۳)

نوراللہ تستری نوبختی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

”نوبختی، شیعہ فرقہ کے اکابرین میں سے ہیں وہ بہت بڑے متکلم اور فلسفی تھے۔(۴)

”شیعہ مؤرخ ”نوبختی“ اپنی کتاب ”فرق الشیعۃ“ میں لکھتا ہے۔

” عبداللہ بن سبا حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور دیگر صحابہ رضوان اللہ اجمعین پر طعن وتشنیع کا آغاز کرنے والوں میں سے تھا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ علی علیہ السلام نے اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی کو جب علم ہوا تو آپ نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اسے گرفتار کر کے لایا گیا۔ اعتراف کرنے پر حضرت علیؓ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ مگر اس کے ساتھی چیخ اٹھے کہ اے امیر المؤمنین آپ ایسے شخص کو کیوں قتل کروا رہے ہیں جو اہل بیت سے محبت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے جس پر حضرت علی نے اسے جلا وطن کر کے ایران کے شہر مدائن کی طرف بھیج دیا۔

نوبختی لکھتا ہے ”اہل علم سے روایت ہے کہ یہ شخص یہودی تھا پھر وہ اسلام قبول کر کے علی علیہ السلام کا معتقد ہو گیا، اسلام قبول کرنے سے قبل وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع

---

(۱) ج۲ص۱۸۴، مطبوعہ طہران

(۲) الفہرست از نجاشی ص ۴۷ مطبوعہ بھارت ۱۳۱۷ھ

(۳) فہرست الطوسی ص ۹۸ مطبوعہ بھارت ۱۸۳۵ء

(۴) مجالس المؤمنین از تستری ص ۱۷۷ مطبوعہ ایران

بن نون کے متعلق جو عقائد رکھتا تھا اسی قسم کے عقائد کا اظہار اس نے علی علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے علی علیہ السلام کی امامت وولایت کی فرضیت اور آپ کے دشمنوں سے برأت کے عقیدے کا پرچار کیا۔ اسی بنا پر شیعہ کے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی بنیاد یہودیت پر رکھی گئی ہے۔''

نوبختی یہ بھی کہتا ہے ''جب عبداللہ بن سبا کو حضرت علیؓ کے انتقال کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص ان کے جسم اطہر کے ستر ٹکڑے بھی مجھے دکھادے اور ستر عینی شاہد ان کے قتل کی گواہی دیں میں تب بھی یہی کہوں گا کہ ان کی موت واقع نہیں ہوئی، کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ جب تک وہ پوری دنیا پر قبضہ نہیں فرمالیتے ان پر موت نہیں آسکتی۔ (۱)

ایک شیعہ مؤرخ اپنی کتاب '' روضۃ الصفا'' میں لکھتا ہے:

''عبداللہ بن سبا کو جب علم ہوا کہ مصر میں عثمان بن عفان کے مخالفین موجود ہیں تو مصر چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے بظاہر تقویٰ وطہارت کا لبادہ اوڑھ لیا اور جب اسے کچھ ہمنوا میسر آگئے تو اس نے اپنے نظریات پھیلانا شروع کردیئے، اس نے کہا کہ ہر نبی کا ایک وصی اور نائب ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور نائب حضرت علی ہیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ امت نے حضرت علیؓ پر ظلم کیا ہے، ان کا حق غصب کیا ہے وہ خلافت کے حق دار تھے اور اب عثمان بن عفان نے ان کا حق غصب کیا ہوا ہے، ان کے خلاف بغاوت کر کے حضرت علی کی بیعت کرنا ہمارا فرض ہے، کچھ مصری اس کی باتوں سے متاثر ہو کر اس کے ساتھی بن گئے اور عثمان بن عفان کے خلاف اعلان بغاوت کردیا۔'' (۲)

تو یہ ہیں خود شیعہ مؤرخین کی گواہیاں اور واضح نصوص، جن سے ہم نے درج ذیل اشارات اخذ کیے ہیں۔

اولاً: یہودیوں کی طرف سے اسلام کے لبادہ میں عبداللہ بن سبا کی قیادت میں ایسے گروہ کی

---

(۱) فرق الشیعہ از نوبختی ص ۴۳، ۴۴ مطبوعہ نجف، عراق ۱۳۷۹ء بمطابق ۱۹۵۹ء۔
(۲) روضۃ الصفا فارسی ج ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ ایران۔

ایجاد جو بظاہر مسلمان کہلائے۔ مگر در پردہ وہ اسلام اور کفر وارتداد کا حامی تھا۔

ثانیاً: مسلمانوں کے درمیان انتشار پھیلانے کی گہری سازش جس میں یہودی گروہ کے بعد امت اسلامیہ واضح طور پر گروہ بندی کا شکار ہوگئی اور فتوحات کا وہ طویل سلسلہ رک گیا جس کا آغاز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد میں ہوا، تھا اور دنیا کے خطے خطے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا تھا۔ اور یہ ساری سازش ابنِ سبا اور اس کی تنظیم کی طرف سے تیار کی گئی اور "حب علی" کے نام سے پروان چڑھی۔

سبائیوں کی کارروائیوں کے نتیجہ میں حضرت عثمان کی مظلومانہ شہادت واقع ہوئی اور پھر اس کے بعد فتنہ وفساد کا ایسا دروازہ کھلا کہ آج تک اسے بند نہیں کیا جاسکا۔ آج بھی تیرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ابن سبا کی معنوی اولاد ابن سبا کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہے۔

ثالثاً: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کے خلاف بغض وحقد پر مبنی عقائد کی ترویج یہودیوں کا مقصد تھا کہ وہ مسلمانوں کی تاریخ کو اتنا داغدار کردیں اور اسے اس قدر معیوب بنا کر پیش کریں کہ ان کی نسلیں اپنی تاریخ پر فخر کرنے کی بجائے اس سے نفرت کا اظہار کریں اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے کارناموں پر رشک کرنے کی بجائے ان کی عیب جوئی میں مصروف رہیں۔

یہودی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے اور مسلمانوں میں سے ہی ایسا گروہ پیدا کردیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین پیروکاروں اور آپ کے دست وبازو بن کر رہنے والے، آپ کے لائے ہوئے دین کو کائنات تک پہونچانے والے، آپ کے پرچم تلے جہاد کر کے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے، اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لٹانے والے، آپ کے اشارۂ ابرو پر اپنا تن من نچھاور کرنے والے، ہاتھوں میں قرآن اور سینوں میں نور ایمان لئے اللہ کی زمین پر اللہ کا نام بلند کرنے والے، اسلام کے پودے کی اپنے خون سے آبیاری کرنے والے، نبی کائنات کے محب، متبع، اطاعت گزار اور وفا شعار، مقدس اور پاکباز ساتھیوں کے

خلاف زبانِ طعن دراز کرنے لگا۔ ان کی قربانیوں کو ان کے عیوب بنا کر پیش کرنے لگا، ان کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے ان پر طعن و تشنیع کے نشتر چلانے لگا۔ اور یوں اس گروہ نے گویا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی کہ آپ اپنی مسلسل جدوجہد کے باوجود بھی ایسے ساتھی تیار کرنے میں ناکام رہے، جو آپ کے وفادار اور سچے پیروکار ثابت ہوتے۔ آپ اپنے ساتھیوں کی تربیت نہ کر سکے۔ وہ معاذ اللہ بظاہر تو آپ کے ساتھ رہے مگر حقیقت میں ان کے دلوں میں نفاق تھا اور وہ محض اقتدار کی خاطر آپ سے وابستہ رہے۔

اس عقیدے کے بعد سورۃ النصر کا کیا مفہوم باقی رہ جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا.

یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور اے ہمارے نبی! آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی تعریف و تسبیح اور استغفار کریں کہ وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تو اگر معاذ اللہ نبی کے ساتھی کفار، مرتدین تھے تو وہ کون لوگ ہیں جو جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔

رابعاً : یہودیوں کی طرف سے قرآن وحدیث پر اعتماد ختم کرنے کی کوشش، انہوں نے عام صحابۂ کرام کی تکفیر کی، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست فیض یافتہ، اور آپ سے قرآن سن کر لوگوں تک پہنچانے والے ہی معاذ اللہ کفار و منافقین ٹھہریں گے تو ان کے جمع کردہ قرآن پر کون اعتماد کرے گا۔ اور یوں قرآن کریم کی صحت مشکوک ہو جائے گی اور مسلمان کتاب ہدایت سے محروم ہو جائیں گے یا اس پر عمل کرنا ترک کر دیں گے۔

اسی وجہ سے سبائیوں نے آگے چل کر یہ عقیدہ بھی اختیار کر لیا کہ نہ صرف صحابہ کا ایمان

مشکوک ہے بلکہ ان کا جمع کردہ قرآن بھی تحریف وتبدیلی سے محفوظ نہیں ہے اور یہ کہ اصل قرآن اس بارہویں امام کے پاس ہے جو غار میں چھپا ہوا ہے۔

جو لوگ عیاذاً باللہ۔ قرآن کریم میں خیانت اور تحریف کرنے سے باز نہیں آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ اس کی تفسیر وتوضیح اور آپ کے ارشادات وفرامین میں ردوبدل سے کیوں باز رہیں گے۔ اور اس عقیدے کے بعد قرآن کے علاوہ حدیث کی صحت بھی مشکوک ہو جائے گی اور اسلام کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو کر رہ جائے گی۔ یہودی اس میں بھی کامیاب ہوئے اور شیعہ قوم نے اس عقیدے کو بھی اپنے عقائد میں شامل کرلیا۔ چنانچہ ان کے نزدیک نہ موجودہ قرآن اصلی ہے اور نہ ہی حدیث کی کتب قابل اعتماد ہیں۔

شیعہ کے عقائد کے مطابق اب مسلمانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کوئی کتاب موجود نہیں۔ اصلی قرآن غار میں بند ہے، چنانچہ بارہویں امام کے غار سے نکلنے کا انتظار کیا جائے جو قیامت تک نہیں نکلے گا اور حدیث ویسے ہی اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

خامساً: یہودی عقیدہ ''عقیدۂ وصایت'' کی ترویج، اس عقیدے کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں، یہودیوں نے یہ عقیدہ محض اس لئے پھیلایا کہ وہ صحابہ کرام کی تکفیر کرسکیں، کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا وصی، نائب اور خلیفہ مقرر فرما کر گئے تھے تو آپ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت فرض تھی اور یوں خلفائے ثلاثہ کی خلافت اور مسلمانوں کی طرف سے ان کی بیعت باطل ٹھہرتی ہے اور وہ غاصب، خائن اور ظالم قرار پاتے ہیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نص اور آپ کے واضح حکم کی مخالفت کی وجہ سے ان کا ایمان سلامت نہیں رہتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے ''عقیدۂ وصائت'' کو اختیار کیا گیا۔ تاکہ اسے بنیاد بنا کر صحابہ کی تکفیر کی جاسکے اور پھر اس کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کی صحت کو مشکوک قرار دے کر اسلامی عقائد کو باطل قرار دیا جاسکے۔

شیعہ قوم کے نزدیک اس عقیدے کی اہمیت تمام ارکان اسلام سے زیادہ ہے ان کے نزدیک حضرت علیؓ کی وصائت ونیابت کا اقرار عین ایمان اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا اقرار

عین کفر ہے۔ اور اس عقیدے کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین اور ائمہ وفقہاء میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں رہتا۔

یہودی، حضرت یوشع بن نون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصی ونائب قرار دیتے ہیں اور شیعہ حضرت علی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ونائب قرار دیتے ہیں۔ تو یہ عقیدہ خالصۃً یہودی عقیدہ ہے۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس عقیدہ کو مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کی بجائے آپس میں دست وگریبان کرنے کے لئے ابن سبا نے پھیلایا اور یہ بات شیعہ مؤرخین ''کشی'' اور ''نوبختی'' کی گزشتہ عبارتوں پر ذرا سا بھی غور کرنے سے روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے۔

سادساً : دوسرے یہودی افکار ونظریات کی اشاعت مثلاً عقیدۂ رجعت، تصرف، بداء اور علم غیب وغیرہ۔

یہ تمام کے تمام یہودی عقائد ابن سبا اور اس کے دوسرے یہودی ساتھیوں نے مسلمانوں میں پھیلائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابن سبا کی ان سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہ تھا جیسا کہ نوبختی کے حوالے سے پیچھے گزر چکا ہے اس کی تائید '' **طوق الحمامة في مباحث الامامة** '' میں یحییٰ بن حمزہ زیدی نے بھی کی ہے، سوید بن غفلہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا۔

''میں نے کچھ لوگوں کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے خلاف گستاخی کے کلمات کہتے ہوئے سنا، میں سیدھا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کچھ لوگ ابوبکرؓ وعمرؓ کو برا بھلا کہتے ہیں، جن میں عبداللہ بن سبا بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے مگر آپ ظاہر نہیں کرتے، حضرت علیؓ بہت زیادہ پشیمان ہوئے اور فرمایا'' **نعوذ باللہ، رحمنا اللہ** '' اللہ کی پناہ، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ پھر آپ شدید غصے اور پریشانی کے عالم میں اٹھے، مجھے ساتھ لیا اور سیدھا مسجد میں تشریف لے آئے، لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ منبر پر چڑھے۔ اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر آپ نے خطبے کا آغاز کیا اور فرمایا۔ وہ کون بدبخت ہیں جو ابوبکرؓ وعمرؓ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی، ساتھی، مشیر، وزیر،

قریش کے سردار اور مسلمانوں کے آقا تھے، ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، ابوبکرؓ وعمرؓ کے خلاف طعن و تشنیع کرنے والے سن لیں، میرا ان کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ زندگی بھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باوفا ساتھی بن کر رہے، نیکی کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے رہے۔ ان کی خوشی بھی اللہ کے لئے تھی ان کا غضب بھی اللہ کے لئے تھا، رسول اللہ ﷺ ان کی رائے کا احترام کرتے، ان سے بے پناہ محبت کرتے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے زندگی بھر خوش رہے، انہوں نے کبھی اللہ کے حکم سے تجاوز نہ کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تابع بن کر رہے۔ اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ خالق ارض وسماء کی قسم! ان سے محبت رکھنے والا مومن اور بغض رکھنے والا منافق ہے، ان کی محبت بارگاہ خداوندی میں تقرب کا ذریعہ اور ان سے بغض بدنصیبی اور اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔ اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنے دل میں ان کے خلاف بغض وعناد رکھتا ہے۔(۱)

خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل ومناقب میں اہل سنت کی کتب حدیث وتفسیر میں بے شمار روایات ہیں۔ نہج البلاغہ میں بھی اس طرح کی بہت سی نصوص موجود ہیں۔ مگر جہاں تک شیعہ قوم کے دین کا تعلق ہے تو وہ یہودیوں کا ایجاد کردہ ہے اس کی بنیاد ان خطوط پر رکھی گئی ہے جو یہودی النسل ابن سبا اور اس کے دیگر یہودی ساتھیوں نے وضع کئے ہیں۔ شیعہ قوم اپنا تعلق اسلام سے جوڑنے کے لئے یہودیت سے برأت کا اظہار کرتی ہے، مگر جب تک وہ ان عقائد سے رجوع نہیں کرتی جو یہودیت سے ماخوذ ہیں اور ان افکار سے برأت کا اظہار نہیں کرتی، جو خالصۃً ابن سباء کی ایجاد ہیں، اس وقت تک ابن سباء یہودی سے ان کا رشتہ نہیں توڑا جاسکتا۔ شیعی عقائد یہودی عقائد ہیں، ان سے توبہ کئے بغیر یہودیت سے برأت کا کوئی فائدہ نہیں۔

شیعہ قوم کے دین کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم یہودی منافقوں کے پھینکے ہوئے لقمے کو چبارہی ہے اور ان کے پھیلائے ہوئے جال کا شکار بنی ہے۔

(۱) طوق الحمامۃ فی مباحث الامامۃ، منقول از مختصر التحفۃ الاثنی عشریہ للشیخ محمود الالوسی ص ۱۶ مطبوعہ مصر ۱۳۸۷ھ۔

عبداللہ بن سبا

عبداللہ بن سبا یہودی تھا، اس نے مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اسلام دشمن کارروائیوں کا آغاز کیا اور اپنے بہت سے معاونین کی مدد سے اس نے مختلف شہروں میں فتنہ و فساد کا جال پھیلا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف مسموم پروپیگنڈہ جاری رکھا، جس کے نتیجہ میں امت اسلامیہ انتشار کا شکار ہوگئی اور یہودیت کے بطن سے حب علی کے پردہ میں ایک نئے دین نے جنم لیا، جس کے پیروکاروں نے شیعان علی کا لقب اختیار کیا۔

ہم ان تمام امر کی وضاحت شیعہ مؤرخین کی اپنی نصوص کی روشنی میں کر چکے ہیں۔ یہاں ہم ابن سبا کے متعلق تکمیل موضوع کے لئے چند اور نصوص ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت زین العابدین ــــ شیعہ کے نزدیک چوتھے معصوم امام ــــ بیان فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر تہمت لگانے والوں پر لعنت فرمائے۔ جب عبداللہ بن سباء کا ذکر ہوتا ہے تو میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس نے علی علیہ السلام کی طرف بہت سی باتیں منسوب کیں، جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور رسول اللہ ﷺ کے بھائی تھے (یعنی الہ یا وصی ونائب رسول نہ تھے) آپ کو جو مقام و مرتبہ ملا وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرماں برادری سے ملا۔''(۱)

اسی طرح حضرت جعفر صادق سے روایت ہے۔

''ہمارے خاندان کی طرف بہت سے غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں، مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط دعوے کئے۔ اس طرح عبداللہ بن سبا نے علی علیہ السلام کے حوالے سے بہت غلط عقائد کی اشاعت کی۔''(۲)

''عبداللہ بن سباء جب شام میں وارد ہوا تو اس نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانے کی کوشش کی، پھر وہ حضرت ابودرداء

---

(۱) رجال الکشی ص ۱۰۰
(۲) رجال الکشی ص ۱۰۱

رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی باتیں سن کر فرمایا: تم کون ہو؟ اظنك و اللہ یھودیا یعنی مجھے تو تم یہودی معلوم ہوتے ہو۔" (۱)

عبداللہ بن سبا کا مفسدانہ رول

تمام مؤرخین خواہ ان کا تعلق شیعہ سے ہو یا اہل سنت سے، ان کا اتفاق ہے کہ ابن سبا نے مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔ اپنی اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کیا، ابن سبا نے ہی امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے ساتھیوں کو اکسا کر انہیں شہید کیا اور جنگ جمل سے قبل جب کہ حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام غلط فہمیاں دور ہو چکی تھیں اور معاہدے پر عمل درآمد شروع ہو چکا تھا، ابن سباء نے دونوں لشکر میں اپنے آدمی داخل کر کے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیر اندازی کر کے جنگ کا آغاز کر دیا تھا اور صورت حال کا علم نہ ہونے کے باعث دونوں لشکر غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے خلاف محاذ آراء ہو گئے تھے۔ اور پھر یہی ابن سباء شہر شہر اور بستی بستی جا کر اپنے عقائد کا پرچار کرتا رہا۔ مدینہ منورہ سے مصر گیا، مصر سے بصرہ اور بصرہ سے کوفہ پھر کوفہ کو اس نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا اور اہل بیت سے محبت کی اوٹ میں وصایت و ولایت علی، تبرا بازی، رجعت اور دیگر عقائد کی ترویج جاری رکھی۔ یہود و مجوس میں سے اس کے بہت سے معاونین بھی تھے۔ لعنة اللہ علیھم۔

---

(۱) تاریخ طبری ج ۵ ص ۹۰ مطبوعہ مصر

ولایت ووصایت

عبداللہ بن سبا نے ''اسلام'' کے لبادہ میں جو دین ایجاد کیا ہے اور جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے عقائد میں ایک عقیدہ ''وصایت وولایت'' بھی ہے جو خالصۃً یہودی عقیدہ ہے اور سب سے پہلے اس کا اظہار منافق عبداللہ بن سباء نے کیا، یہ عقیدہ شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد میں سے ہے چنانچہ اس عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے شیعہ محدث محمد یعقوب کلینی اپنی اس کتاب میں جسے شیعہ عقائد کے مطابق بارہویں (موہوم ومزعوم) امام پر پیش کیا گیا اور اس نے اس میں موجود روایات کی تصدیق کی، امام باقرؒ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا۔

''اسلام کے پانچ ارکان ہیں: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت اور جتنی اہمیت عقیدہ ولایت کی ہے اتنی کسی رکن کی نہیں۔'' (۱)

یہیں سے شیعہ اور مسلمانوں کے مابین اختلاف کا آغاز ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک اسلام کا بنیادی اور پہلا رکن توحید ورسالت پہ ایمان ہے، مگر شیعہ قوم کے نزدیک اس رکن کی کوئی حیثیت نہیں اور عقیدۂ وصایت وولایت تمام ارکان سے افضل واہم ہے،۔ شیعہ قوم کے نزدیک وصایت وولایت علی کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور آپ کے مقرر کردہ خلیفہ ونائب تھے، خلافت آپؓ کا اور آپ کی اولاد کا حق تھا، مگر ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے یہ حق غصب کر لیا اور خود خلیفہ بن گئے، شیعہ کے نزدیک اس عقیدے پر ایمان لانا تمام ارکان اسلام سے اہم ہے۔ شیعہ کہتے ہیں:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کے ارکان تین ہیں: نماز، زکوٰۃ اور ولایت۔'' (۲)

گویا حج اور روزہ کی بھی کوئی حیثیت نہ رہی۔ ایک روایت میں ہے:

---

(۱) اصول کافی باب دعائم الاسلام ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ ایران

(۲) اصول کافی ج ۲ ص ۱۸ مطبوعہ ایران

''ہماری ولایت (خلافت و وصایت) اللہ کی ولایت ہے، تمام انبیائے کرام نے ہماری ولایت کی طرف دعوت دی۔''(۱)

اسی پہ بس نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میری ولایت اہل ارض وسماء پر پیش کی گئی، ایمان لانے والے ایمان لے آئے اور انکار کرنے والوں نے انکار کر دیا۔ یونس (اللہ کے نبی) نے میری ولایت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انہیں مچھلی کے پیٹ میں اس وقت تک قید رکھا جب تک وہ میری ولایت پر ایمان نہ لے آئے۔''(۲)

نیز'' حضرت علی کی ولایت تمام صحف انبیاء میں مکتوب ہے اور ہر نبی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور علی علیہ السلام کی وصایت دے کر مبعوث کیا گیا۔''(۳)

ایک روایت میں ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جس طرح انبیائے کرام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا عہد لیا اسی طرح علی علیہ السلام کی ولایت کے اقرار کا بھی عہد و میثاق لیا۔(۴)

شیعہ مفسر قمی آیت " واذ اخذ اللہ میثاق النبیین " کے تحت لکھتا ہے:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت آدم سے لے کر جتنے نبی بھی مبعوث ہوئے سب کے سب دنیا میں واپس آئیں گے اور امیر المؤمنین (علیؑ) کی مدد کریں گے اور یہی مطلب ہے " و لتنصرنہ " کا " لتومنن بہ یعنی رسول اللہ، ولتنصرنہ یعنی امیر المؤمنین ''یعنی اللہ نے تمام انبیاء ورسل سے عہد لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی مدد کریں گے۔

---

(۱) بصائر الدرجات للصفار ج ۲ باب ۹ مطبوعہ ایران ۱۲۸۵ھ، ایضاً کتاب الحجۃ من الکافی'' ج ا ص ۴۳۸۔

(۲) بصائر الدرجات ج ۲ ص ۱۰

(۳) کتاب الحجۃ من الکافی ج ا ص ۴۳۸ مطبوعہ ایران

(۴) بصائر الدرجات ج ۲ ص باب ۹ مطبوعہ ایران

یہ ہے اس یہودی الاصل مذہب کا بنیادی رکن جس کے بارے میں شیعہ مؤرخین نوبختی اور کشی کا قول گزر چکا ہے کہ اس عقیدے کی ترویج کے لئے سب سے پہلے عبد اللہ بن سباء نے آواز اٹھائی۔

تعطیل شریعت

عقیدۂ وصایت کے متعلق پیش کردہ نصوص کے بعد اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ شیعہ مذہب یہود کا ایجاد کردہ وپروردہ ہے،

یہودیوں نے یہ عقائد اسلامی شریعت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وضع کئے اور انہیں ''اسلامی'' رنگ دے کر مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے دور کرنے کی کوشش کی،شیعہ قوم لاکھ اس حقیقت سے انکار کرے مگر جب تک وہ ان عقائد سے برأت کا اظہار نہیں کرتی اور وصایت وتبرابازی جیسے مذموم اور یہودی نظریات واعتقادات سے تائب نہیں ہوتی اس وقت تک اس قوم سے وابستہ افراد کو اسلام سے اپنا تعلق قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

شیعی عقائد کے مطابق نجات کا دارومدار عمل پر نہیں بلکہ جس طرح یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ '' نحن ابناء اللہ واحباء ہ '' ہم اللہ کے بیٹے (معاذ اللہ) اور اس کے محبوب ہیں چنانچہ روز قیامت ہم عذاب سے محفوظ رہیں گے،اسی طرح شیعہ قوم کا عقیدہ ہے چونکہ ہم محبین علی اور محبین اہل بیت ہیں لہذا ان کی محبت کی بدولت ہماری بخشش یقینی ہے،حبّ اہل بیت کے بعد عذاب الٰہی کا ہمیں کوئی خوف وڈر نہیں۔

شیعہ مفسر قمی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو آواز دی جائیگی،وہ لبیک کہیں گے،پھر باقی تمام ائمہ کرام کو آواز دی جائے گی......پھر شیعان علی کو اور وہ اپنے اماموں کے ساتھ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔(۱)

(۱) تفسیر القمی ج ۱ص ۱۲۸۔

ایک دوسری راویت میں بھی اس عقیدے (تعطیل شریعت) کی وضاحت کی گئی ہے کہ:

''امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کسی شرابی آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے عثمان بن عفانؓ کے خلاف اور علی علیہ السلام کی محبت میں اشعار لکھے تھے تو امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا:

و ما ذلك على الله أن يغفر لمحبّ علي۔

''کہ اگر چہ وہ ایک شرابی تھا مگر علی سے محبت کرتا تھا، اور محبّ علی اگر شرابی بھی ہو تو اللہ اسے معاف فرمادے گا۔''(۱)

امام جعفر صادق سے ہی ایک روایت ہے کہ انہوں نے ایک شیعہ شاعر (مرثیہ خواں) سے چند اشعار سنے جن میں اہل بیت پر ظلم کا ذکر تھا، اشعار سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے، پھر فرمانے لگے:

''اے جعفر بن عفان: (مرثیہ خواں کا نام) فرشتوں نے بھی تمہارے شعر سنے اور ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے، اور تیرے اشعار کی بدولت ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ معاف فرما کر تجھ پر جنت واجب کر دی ہے۔

''پھر فرمایا: جو شخص بھی شہادت حسین بیان کر کے خود بھی روئے اور دوسرے کو بھی رلائے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔(۲)

یعنی محفل عزاء کا اہتمام کرو اور خود ساختہ واقعات پر ٹسوے بہاؤ اور سارا گناہ معاف کروالو۔ کوئی ضرورت نہیں نماز روزے اور دوسرے واجبات دین پر عمل کرنے کی۔

(یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب میں جمعہ جماعت کی کوئی حیثیت نہیں نہ ان کے نزدیک جمعہ فرض ہے اور نہ ہی نماز باجماعت کی ادائیگی، آج بھی ایران وغیرہ میں ان کے امام باڑوں میں جمعہ جماعت کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ سال بعد انہیں محرم میں کھولا جاتا ہے اور باطل روایات وحکایات کے ذریعے لوگوں کو رلایا جاتا ہے، صحابہ کرام کی تکفیر کی جاتی ہے، ان کے

---

(۱) رجال کشی ص ۱۴۳ (۲) رجال کشی ص ۲۴۶

خلاف ہرزہ سرائی و دریدہ دہنی کی جاتی ہے اور جنت کی بشارت سنادی جاتی ہے۔)

اس طرح کی روایات سے شیعہ کتب بھری ہوئی ہیں، شیعہ مذہب کی ایجاد کا مقصد ہی یہی تھا کہ اسلامی تعلیمات کو مسخ اور شریعت اسلامیہ کو معطل کیا جائے، اسی باعث اس قسم کی روایات کو عام کیا گیا اور اس قسم کے اعتقادات کی ترویج کی گئی۔

مسئلہ بداء

شیعہ مذہب کا یہ عقیدہ بھی ابن سبا یہودی کی ایجاد و اختراع ہے اس عقیدے کا مفہوم ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو بعض واقعات کے ہونے کا علم نہیں تا وقتیکہ وہ وقوع پذیر نہ ہو جائیں۔

شیعہ محدث کلینی نے اپنی کتاب میں ''البداء'' کے عنوان سے بہت سی روایات ذکر کی ہیں۔ لکھتا ہے۔

''امام علی رضا علیہ السلام۔ شیعہ کے آٹھویں امام۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء نے اللہ کے لئے عقیدۂ بداء کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔''(۱)

اس عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے ''نوبختی'' لکھتا ہے:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کو اپنے بعد امامت کے لئے نامزد کیا تھا کہ میرے بعد وہ امام ہوں گے، لیکن ان کے بیٹے اسماعیل کا امام جعفر کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا۔ جس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضرت! آپ نے تو انہیں امامت کے لئے نامزد فرمایا تھا آپ کو اپنے بیٹے کے انتقال کا علم نہ تھا!۔ تو آپ نے فرمایا: (صرف مجھے ہی نہیں) اللہ کو بھی نہ تھا، اللہ تعالیٰ کو بداء (یعنی علم بعد الجہل) ہوا ہے۔''(۲)

عیاذاً باللہ!

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ارادہ تھا کہ اسماعیل بن جعفر ہی امام جعفر صادق کے بعد امام بنیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی امام جعفر کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کی امامت کا اعلان کر دیں

---

(۱) اصول کافی کتاب التوحید باب البداء ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ ایران

(۲) فرق الشیعۃ از نوبختی ص ۸۴ مطبوعہ نجف

لیکن اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ اسماعیل کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ یہ فیصلہ غلط تھا۔

اسماعیلیوں اور شیعہ اثنا عشریہ کے درمیان اختلاف کا آغاز بھی یہیں سے ہوا، اسماعیلیوں کا موقف تھا کہ چونکہ امامت باپ کے بعد بیٹے کی طرف منتقل ہوتی ہے اس لئے اسماعیل کے بعد امامت ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل کا حق تھا نہ کہ اسماعیل کے بھائی موسیٰ کاظم کا۔

جب کہ شیعہ اثنا عشریہ نے ان کے موقف کی مخالفت کرتے ہوئے موسیٰ کاظم کو امام مان لیا اور ان کی امامت کے لئے عقیدۂ بداء کا سہارا لیا کہ غلطی امام جعفر صادق کی نہیں بلکہ معاذ اللہ۔ اللہ کی تھی۔

اس طرح کی صورت حال سے موسیٰ کاظم کو بھی دوچار ہونا پڑا۔ چنانچہ کلینی لکھتا ہے:

''ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل میں خیال گزرا کہ امام موسی علیہ السلام کے بڑے بیٹے ابو جعفر کا چونکہ انتقال ہو گیا ہے لہذا اب امامت آپ کے دوسرے بیٹے ابو محمد کو ملے گی، جس طرح کہ اسماعیل کے انتقال کے بعد امامت آپ کو مل گئی تھی، جوں ہی میرے دل میں یہ خیال گزرا، آپ فرمانے لگے:

ہاں ابو ہاشم! تم درست سوچ رہے ہو، میرے بیٹے ابو جعفر کے متعلق اللہ تعالیٰ کو اسی طرح بداء ہوا ہے جس طرح اسماعیل کے متعلق ہوا تھا، اب میرے بعد میرا بیٹا ابو محمد امام ہوگا، اسے غیب کا علم حاصل ہے اور اس کے پاس آلۂ امامت ہے''۔(۱)

گویا شیعہ قوم کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بعض واقعات وقوع پذیر ہونے سے پہلے مخفی ہوتے ہیں۔

کلینی ہی کی روایت ہے:

''عبد المطلب روزِ محشر اکیلے ہی امت کی حیثیت سے اٹھیں گے۔ ان پر بادشاہوں کا سا جلال اور انبیائے کرام کا سا حلیہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدۂ بداء کا اظہار کیا۔''(۲)

---

(۱) اصول کافی ج ۱ ص ۳۲۷ (۲) اصول کافی ج ۱ ص ۴۴۸

عقیدۂ رجعت

یہ بھی ایک یہودی عقیدہ ہے۔شیعہ مذہب میں اس عقیدے کے مطابق بارہ امام دنیا میں دوبارہ ظاہر ہوں گے۔

شیعہ قوم اور بارہ امام

شیعہ قوم کے نزدیک عقیدۂ وصایت و امامت ائمہ کی اہمیت تمام اسلامی ارکان سے زیادہ ہے۔اس عقیدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے واجب الاطاعت امام ووصی تھے۔ان کے بعد حضرت حسنؓ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر ان کے بیٹے زین العابدینؒ پھر ان کے بیٹے امام باقرؒ اور آخری امام ووصی محمد بن عسکری شیعہ عقیدے کے مطابق بچپن میں ہی ایک غار کے اندر چھپ گئے تھے۔شیعہ قوم آج تک اس امام کے غار سے نکلنے کا انتظار کر رہی ہے حالانکہ یہ سب افسانوی باتیں ہیں، اس کا پیدا ہونا ہی ثابت نہیں، غار میں چھپنا اور ابھی تک اس کے زندہ ہونے کا عقیدہ رکھنا تو ویسے ہی خلاف عقل اور مضحکہ خیز عقیدہ ہے۔

شیعہ قوم اپنے اماموں کے بارے میں بہت سے خلاف اسلام عقائد رکھتی ہے۔ان کے مطابق بارہ امام انبیاء ورسل سے افضل ہیں۔یہی نہیں بلکہ وہ خدائی اختیارات وتصرفات کے مالک اور صفات الٰہیہ سے متصف ہیں۔مخلوق کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ساری دنیا ان کے تابع ہے، فرشتے اور انبیاء ورسل ان کے مطیع ہیں کوئی چیز ان سے مخفی نہیں۔

ائمہ اور علم غیب

کلینی اپنی کتاب ''الکافی'' میں روایت کرتا ہے''امام کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے، جب کسی بھی واقعہ کے متعلق جاننا چاہیں انہیں فوراً اس کا علم ہو جاتا ہے''۔(۱)

(۱) اصول کافی کتاب الحجہ ج ا ص ۲۵۸۔

نیز: ''ہر امام اپنی موت سے آگاہ اور اس سلسلے میں با اختیار ہوتا ہے جب تک وہ خود نہ چاہے اس پر موت واقع نہیں ہو سکتی۔(۱)

حضرت جعفر سے روایت کرتے ہیں۔

''جو امام غیب کا علم نہیں رکھتا اور اپنے انجام سے باخبر نہیں ہوتا وہ لوگوں کے لئے حجت نہیں۔''(۲)

غلو ومبالغہ آرائی

شیعہ قوم کے نزدیک ان کے اماموں کا رتبہ انبیائے کرام سے زیادہ ہے، انبیاء ومرسلین ان کے عقیدے کے مطابق اماموں سے۔معاذ اللہ۔کمتر ہیں۔البتہ نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ بارہ امام آپ سے افضل واعلیٰ تو نہیں مگر ان کا مقام ومرتبہ آپ سے ادنیٰ بھی نہیں، گویا موسیٰ کاظم اور علی رضا وغیرہ امتی ہونے کے باوجود رتبے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اس قوم کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں۔چنانچہ شیعی روایت ہے:

''امیر المؤمنین علی علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن جنت اور دوزخ کی تقسیم میرے سپرد ہوگی (جسے چاہوں جنت میں داخل کروں اور جسے چاہوں جہنم میں داخل کروں)..........حضرت جبریل علیہ السلام، تمام فرشتوں اور تمام رسولوں نے میرے لئے بھی ان فضائل ومناقب کا اقرار کیا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں......البتہ مجھے چند ایسی صفات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔مجھے اموات، مصائب وتکالیف اور حسب ونسب کا علم عطا کیا گیا۔نیز مجھے قوت خطابت سے بھی نوازا گیا۔

---

(۱) اصول کافی ج۱ ص ۲۸۵

(۲) اصول کافی ج۱ ص ۲۸۵

اسی طرح مجھے گزشتہ اور مستقبل کے تمام واقعاتِ عالم کا بھی علم ہے۔ مجھ پر کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔'' (۱)

یہ وہ ''چند صفات'' ہیں جو ان کے بقول حضرت علیؓ سے قبل کسی کو حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں کی گئیں۔ البتہ حضرت علیؓ کے بعد آنے والے باقی امام ان صفات سے متصف ہیں۔

چنانچہ ''کلینی'' علی رضا شیعہ کے آٹھویں امام سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

'' ہم اللہ کے امین ہیں یعنی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں، ہمیں لوگوں پہ نازل ہونے والی مصائب ومشکلات، ان کی موت کے وقت اور ان کے حسب ونسب کا علم ہے۔ ہم شکل دیکھ کر ہی کسی کے مومن یا منافق ہونے کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔'' (۲)

اماموں کے لئے علم غیب کا یہ عقیدہ قرآنی آیات سے واضح طور پر متصادم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'' قُلْ لاَ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.'' (۳)

آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

نیز: ''وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ.'' (۴)

اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیبی امور کا علم ہے اس کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اعلان فرما دیں:

'' قل لا أقول لكم عندی خزائن الله ولا أعلم الغيب ولا أقول لكم انی ملك.'' (۵)

'' فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی مجھے غیب کا علم ہے اور نہ تم سے میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں''۔

---

(۱) اصول کافی ج ا ص ۱۹۶ مطبوعہ ایران

(۲) کتاب الحجۃ من الکافی ج ا ص ۲۲۳

(۳) سورۃ النمل ۲۷/۶۵

(۴) سورۃ الانعام ۶/۵۹

(۵) سورہ الانعام: ۶/۵۰

نیز "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" (۱)

"فرمادیجئے میں اپنی ذات کے لئے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جس قدر اللہ چاہے۔اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچتی' میں تو اہل ایمان کے لئے بشیر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) کے سوا کچھ نہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ."(۲)

"اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، وہی رحم مادر کے اندر جو کچھ ہے اس کا علم رکھتا ہے۔ کسی شخص کو علم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کسی کو معلوم نہیں کہ اسے کس مقام پر موت آگھیرے گی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کو جاننے والا اور باخبر ہے"

اللہ تعالیٰ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ."(۳)

"اہلِ مدینہ میں سے کچھ ایسے منافقین ہیں جو اپنے نفاق پر پختہ ہو چکے ہیں۔ (اے نبی!) آپ انہیں نہیں جانتے ہم ہی جانتے ہیں۔"

اب ہر قاری خود ہی قرآنی آیات اور شیعی عقائد کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے۔ قرآن کے مطابق غیبی امور کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ مگر شیعہ قوم کے مطابق ان کے اماموں پر آسمان وزمین کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے مگر شیعہ قوم کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ جنت اور دوزخ کے مالک ہیں، جسے چاہیں جنت میں داخل کردیں اور جسے چاہیں جہنم میں۔

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۷/ ۱۸۸ (۲) سورۃ لقمان: ۳۱/ ۳۴ (۳) سورۃ التوبہ: ۹/ ۱۰۱

اسی طرح قرآن مجید کے بیان کے مطابق موت کے وقت اور مقام کا تعین، قیامت کا علم، بارش کے نزول کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی سے خاص ہے مگر شیعہ قوم کے نزدیک ان تمام امور کا علم ان کے اماموں کو بھی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کے مطابق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں موجود منافقین کا علم نہ تھا مگر شیعہ قوم کا عقیدہ ہے کہ ان کے امام شکل دیکھ کر ہی کسی کے منافق یا مومن ہونے کا اندازہ کر لیتے تھے۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں ایک طرف اللہ کا دین ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور دوسری طرف شیعہ قوم کا دین ہے جو یہودیت اور مجوسیت سے اخذ کیا گیا ہے۔

شیعہ قوم اپنے اماموں کے فضائل بیان کرتے وقت انبیائے کرام کی توہین میں بھی کسی قسم کا تردد محسوس نہیں کرتی۔ چنانچہ ان کا محدث کلینی یوسف التمار سے روایت کرتا ہے۔ اس نے کہا۔

''ہم ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آپ فرمانے لگے: ہمارے درمیان کوئی جاسوس بیٹھا ہوا ہے۔ ہم نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی، کوئی مشکوک شخص نظر نہ آیا۔ ہم نے کہا ہمارے خیال میں یہاں کوئی جاسوس نہیں ہے۔ (اپنی بات کی تردید پر آپ غصے میں آ گئے) اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! اگر میں موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے ساتھ موجود ہوتا تو میں انہیں بتاتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ اس لیے کہ ان دونوں کے پاس ماضی کا علم تو تھا مگر وہ حال اور مستقبل کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے جب کہ مجھے قیامت تک کے تمام واقعات کا علم ہے۔''(۱)

ایک اور روایت میں ہے۔

''امام جعفر صادق نے فرمایا: جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے مجھے سب اشیاء کا علم ہے، اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے مجھے اس کا بھی علم ہے، اسی طرح مجھے گزشتہ واقعات

(۱) اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ ایران

اور ہونے والے واقعات کا بھی علم ہے۔"(۱)

شیعہ قوم جانتی تھی کہ اگر انہوں نے براہ راست انبیاء و رسل کی توہین کی تو یہ تحریک عوام میں پھیل نہیں سکے گی اس لئے انہوں نے حب اہل بیت کی آڑ میں انبیائے کرام کو تنقیص کا نشانہ بنایا اور خود امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص سے بھی باز نہ رہے۔ اپنے اماموں کے فضائل بیان کرتے وقت ان کا مقام و مرتبہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا اور اس قدر غلو سے کام لیا کہ انبیائے کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ان کے اماموں کے مقابلے میں معاذ اللہ کمتر اور ہیچ نظر آنے لگے۔

چنانچہ "بصائر الدرجات" کا مصنف اور کلینی کا استاذ روایت بیان کرتا ہے

امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے: ہمارے پاس ایک ایسا فرشتہ آتا ہے جو جبرئیل اور میکائیل سے بھی بڑا ہے۔"(۲)

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیائے کرام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے مگر شیعہ کے اماموں پر حضرت جبرئیل سے بھی افضل و اعلیٰ کوئی اور معظم فرشتہ نازل ہوتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے ایک شیعہ راوی کہتا ہے:

"جب آپ کو فتح خیبر کے لئے بھیجا گیا تو آپ کچھ دیر الگ ہو کر کھڑے رہے آپ کے ساتھیوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہیں۔

واپسی پر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

ہاں اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ حضرت علی سے ہم کلام ہو چکا ہے۔ یوم طائف کے موقع پر، تبوک کے مقام پر اور حنین کے مقام پر۔(۳)

حضرت جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

---

(۱) اصول کافی باب "اماموں کو تمام واقعات کا علم ہے اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں" ج ۱ ص ۲۶۱

(۲) بصائر الدرجات للصفار ج ۵ باب ۷ مطبوعہ ایان

(۳) ایضاً باب ۱۶ ج ۸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں سے کہا کہ میں تمہاری طرف ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا جو میری مانند ہے۔پھر آپ نے حضرت علیؓ کو طائف بھیجا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت علیؓ کے پیچھے روانہ ہو گئے، جب وہاں پہنچے تو حضرت علیؓ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے۔لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! حضرت علیؓ وہاں کیوں کھڑے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

''حضرت علی اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں۔''(۱)

کس قدر مقام افسوس ہے کہ شیعہ قوم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اماموں کی فضیلت کی آڑ میں عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کر رہی ہے، کیا یہ عقیدہ رکھنا کہ جبریلؑ سے بڑا فرشتہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں پر نازل ہوتا تھا انکار ختم نبوت نہیں ہے؟

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ براہ راست حضرت علی سے ہم کلام ہوتا تھا یہ نبوت و رسالت کی توہین نہیں ہے؟ مگر شیعہ مذہب کا تو ہدف ہی یہی ہے، ان کے نزدیک انبیائے کرام کا رتبہ اماموں سے کمتر ہے۔

شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''جان لیجئے! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ ہاں ہمارے علماء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا ہمارے امام مطلقاً تمام انبیاء سے افضل ہیں یا اولوالعزم رسولوں کا مرتبہ مساوی ہے، لیکن اکثریت کا عقیدہ ہے اور یہی درست ہے کہ ائمہ مطلقاً تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں، ماسوائے محمد رسول اللہ کے۔(۲)

جہاں تک ''ماسوائے محمد رسول اللہ'' کا تعلق ہے تو یہ محض تکلفاً کہا گیا ہے ورنہ شیعہ مذہب کے مطابق بارہ امام معاذ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں۔ ملا باقر مجلسی اپنی کتاب (بحار الانوار) میں لکھتا ہے:

(۱) بصائر الدرجات للصفار ج ۵ باب ۷ مطبوعہ ایران (۲) ایضاً

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے کہا:

اے علی! تم کچھ ایسی فضیلتوں کے مالک ہو جن سے میں محروم ہوں۔ مثلاً فاطمہ تمہاری بیوی ہے میں اس طرح کی بیوی سے محروم ہوں، اسی طرح تمہارے دو بیٹے حسن اور حسین ہیں جب کہ میں اس مقام و مرتبہ والی اولاد سے محروم ہوں۔ خدیجہ تمہاری ساس ہے جب کہ میری اس طرح کی کوئی ساس نہیں۔ میں تمہارا سسر ہوں، تمہارے سسر کی طرح میرا کوئی سسر بھی نہیں۔ جعفر تمہارا بھائی ہے میرا کوئی اس طرح کا بھائی نہیں۔ فاطمہ ہاشمیہ تمہاری والدہ ہیں جب کہ میری ماں کا مقام ان کی مثل نہیں۔''(۱)

شیعہ مؤرخ مفید حضرت حذیفہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا:۔

''ابھی ابھی جو شخص مجھے ملا تھا کیا تو نے اسے دیکھا؟

حضرت حذیفہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ!

آپ نے فرمایا: یہ فرشتہ تھا، اس سے پہلے یہ کبھی بھی مجھ پہ نازل نہیں ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ، اے اللہ! میں حضرت علی کو سلام کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا اور علی کو سلام کرنے کی اجازت دے دی، چنانچہ وہ صرف علی کو سلام کرنے آیا تھا۔''(۲)

یہ ہیں شیعہ قوم کی روایات جن کے پسِ پردہ حبِ علی کی آڑ میں وہ انبیائے کرام کی توہین اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کر کے یہودی افکار و نظریات کی ترویج کرنا چاہتے ہیں اور انہیں اسلامی شریعت کا حصہ بنا کر اسلام کی حقیقی شکل کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ علی

---

(۱) بحار الانوار کتاب الشہادۃ ج۵ ص۵۱۱ مطبوعہ ایران

(۲) الامالی للمفید المجلد الثالث ص۲۱ طبعہ ثانیہ نجف العراق

علیہ السلام بھی سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے، آپ نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

جسے آدم کو اپنی خلقت میں، نوح کو اپنی حکمت میں اور ابراہیم کو اپنے حلم میں دیکھنا ہو تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔(۱)

شیعہ قوم درحقیقت اپنے اماموں کو بتدریج الوہیت کے مقام پر فائز کرنا چاہتی ہے چنانچہ کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں عنوان باندھا ہے:

''زمین امام کی ملکیت ہے''

اس عنوان کے تحت وہ حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب ایک روایت ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ انہوں نے کہا:

''دنیا اور آخرت امام کے قبضۂ اختیار میں ہے جسے چاہے اور جو چاہے عطا کر دے''(۲)

حضرت جعفر سے ہی روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

''ہم حکومت الٰہیہ کے نگہبان ہیں۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے علوم اور وحی خداوندی کا خزانہ ہے۔''(۳)

حضرت باقر کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کہا:

''ہم علوم الٰہیہ کے خازن ہیں، ہم وحی خداوندی کے ترجمان ہیں اور ہم آسمان سے نیچے اور زمین کے برابر بسنے والوں کے لئے واضح حجت ہیں۔''(۴)

شیعہ قوم نے اپنے اماموں کو مافوق البشر ثابت کرنے اور انہیں خدائی صفات سے متصف کرنے کے لیے جھوٹی حکایات اور باطل روایات کا سہارا لیا ہے اور ایسی ایسی کہاوتیں

---

(۱) الامالی للمفید المجلس الثانی صفحہ ۵، مطبوعہ نجف

(۲) اصول کافی ج ا ص ۴۰۹ مطبوعہ ایران

(۳) ایضاً ص ۱۹۲

(۴) الکافی فی الاصول ج ا، ص ۱۹۲

وضع کی ہیں جنہیں سن کر شیعہ قوم کی عقل کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ چنانچہ شیعہ محدّث نعمت اللہ الجزائری واقعہ خیبر میں حضرت علیؓ کی شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مرحب کے قتل کے بعد جبریل علیہ السلام بشارت دینے کے لئے رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس بشارت کی نسبت دریافت فرمایا تو جبریل نے عرض کی: یارسول اللہ! جب علی نے اپنی تلوار مرحب کو قتل کرنے کے ئے اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے اسرافیل ومیکائیل کو حکم دیا کہ علی کا بازو ہوا میں روک لوتا کہ پوری قوت سے نہ ماریں۔ مگر علی کی تلوار کی ضرب اتنی شدید تھی کہ اس کے باوجود وہ مرحب اور اس کے گھوڑے کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی طبقات زمین میں پہنچ گئی یہ صورتِ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ اے جبریل جلدی زمین کے نیچے پہنچ اور علی کی تلوار کو اس بیل تک نہ پہنچنے دے جس نے زمین کو اپنے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین زیروزبر ہو جائے۔ اندر گیا اور تلوار کو روکا۔ وہ تلوار میرے بازو پر قوم لوط کے شہروں سے بھاری تھی جو کہ سات شہر تھے جن کو میں نے ساتویں زمین سے اکھیڑ کر اپنے بازو پر آسمان کے قریب تک اٹھایا اور صبح کے وقت تک حکم کا منتظر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان شہروں کے الٹانے کا حکم دیا۔ علی کی تلوار کا بوجھ ان سات شہروں کے بوجھ سے بھی زیادہ تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے دریافت فرمایا کہ تو نے ان شہروں کو اٹھاتے ہی کیوں نہ الٹ دیا؟ جبریل نے عرض کی: یارسول اللہ! ان میں ایک بوڑھا کافر پیٹھ کے بل سو رہا تھا اور اس کے بال آسمان کی طرف تھے۔ اللہ سبحانہ نے ان سفید بالوں کی حیا کرتے ہوئے انہیں عذاب دینے کا اس وقت تک حکم نہ دیا جب تک کہ اس بوڑھے نے کروٹ نہ لے لی۔ پھر اللہ نے مجھے عذاب کا حکم دیا۔

اسی دن جب قلعہ فتح ہوا اور ان کی عورتیں اسیر ہو گئیں ان میں شاہ قلعہ کی بیٹی صفیہ بھی تھی۔ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے منہ پر ضرب کا نشان تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت کیا۔ وہ کہنے لگی جب علی قلعہ کی طرف آئے تو انہیں اسے فتح کرنے میں دشواری ہوئی، علی غصہ میں آ گئے اور قلعے کی ایک برج کو غصہ

سے ہلایا تو سارے قلعے میں زلزلہ آ گیا اور جتنے لوگ اونچی جگہ پر تھے گر پڑے۔ میں اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں اس پر سے گر پڑی اور میرے چہرے پر ضرب لگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صفیہ جب علی غضب میں آیا اور قلعے کو ہلایا تو علی کے غضب سے خدا غضب میں آیا اور تمام آسمانوں میں زلزلہ آ گیا یہاں تک کہ فرشتے ڈر گئے اور اپنے منہ کے بل گر گئے۔

رہا در خیبر تو چالیس آدمی مل کر اس کو رات کے وقت بند کیا کرتے تھے جب علی علیہ السلام قلعہ میں داخل ہوئے تو کثرت ضرب سے آپ کی ڈھال پارہ پارہ ہو کر گر پڑی۔ آپ نے اس دروازے کو اکیلے ہی اکھیڑ لیا (جسے چالیس آدمی مل کر بند کرتے تھے) اور اسے بطور ڈھال استعمال کرنے لگے۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام جنگ کرتے رہے اور وہ دروازہ آپ کے ہاتھوں میں تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرما دی۔(۱)

یہ ہے وہ خود ساختہ حکایت جس میں حضرت علی کو خدائی اوصاف سے متصف کیا گیا ہے "یضاھئون قول الذین کفرو من قبل قاتلھم اللّٰہ انی یؤفکون" یہ لوگ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے کفار کی سی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ انہیں غارت کرے یہ کہاں بھٹک رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ شیعہ دین میں بارہ امام نہ صرف تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں بلکہ وہ خدائی صفات کے حامل بھی ہیں۔

---

(۱) الانوار النعمانیہ لنعمت اللہ الجزائری۔

صحابہ وخلفاء راشدین کے خلاف طعن وتشنیع

شیعہ مؤرخ نوبختی کا بیان ہے کہ ابن سبا نے سب سے پہلے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے خلاف طعن وتشنیع کا آغاز کیا اور پھر اس کے بعد اس کے پیروکاروں نے اسے اپنے عقائد میں شامل کر کے مستقل طور پر تبرّ ابازی شروع کر دی اور یہ عقیدہ شیعہ قوم کی پہچان بن گیا، چنانچہ کوئی شیعہ ایسا نہیں جو خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے خلاف اپنے سینے میں بغض وعداوت نہ رکھتا ہو اور انہیں برا بھلا نہ کہتا ہو۔

شیعہ قوم کا حسد اور یہودی بغض وحقد فقط خلفائے راشدین تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ نبی اکرم کی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور اہل وعیال کے خلاف بھی خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں نیز یہ ملعون قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کے علاوہ باقی اکابرین صحابہ کرام کو بھی سب وستم کا نشانہ بناتی ہے۔ اس قوم کو ان کی ذات سے کوئی عداوت نہیں بلکہ انہیں اصل تکلیف اس بات سے ہے کہ انہوں نے دین اسلام کی نشر واشاعت میں کیوں حصہ لیا۔ چنانچہ ان کا مشہور مؤرخ ''کشی'' اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے۔

'' امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک آدمی میرے بابا (حضرت زین العابدین شیعہ قوم کے نزدیک چوتھے معصوم امام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ عبداللہ بن عباس کا دعویٰ ہے کہ اسے ہر آیت کا شان نزول معلوم ہے تو میرے بابا (زین العابدین) نے فرمایا کہ اس سے جا کر پوچھو کہ آیت ومن كان في هذه اعمىٰ فهو في الآخرة اعمىٰ یعنی جو شخص دنیا میں (بصیرت سے) اندھا بن کے رہے گا وہ روز قیامت (بصارت سے) بھی اندھا اٹھایا جائے گا۔

اور آیت ولا ينفعكم نصحي ان اردت ان انصح لكم یعنی تمہیں میرا (رسول اللہ کا) نصیحت کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا اگر چہ میں تمہاری خیر خواہی کی نیت بھی کرلوں۔

ابن عباسؓ سے پوچھو کہ یہ دونوں آیات کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟

چنانچہ اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور واپس میرے بابا (زین العابدین) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا کہ ابن عباس نے کیا جواب دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اس کے پاس میرے سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا تو آپ نے فرمایا یہ دونوں آیات اس کے باپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔(۱) عیاذ أباللہ)

یہی کشی حضرت زین العابدین سے ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عباس کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اے ابن عباس! مجھے خوب معلوم ہے کہ آیت فلبس المولى ولبئس العشير. یعنی برا ہے ساتھی اور برا ہے خاندان، اس آیت کا تعلق تیرے باپ سے ہے۔ اور اگر تو جانتا نہ ہوتا تو میں تجھے یہ بھی بتلاتا کہ تیرا انجام کیا ہونے والا ہے، لیکن تو خوب جانتا ہے کہ تیرا انجام کیا ہے...... اور اگر مجھے اظہار کی اجازت ہوتی تو میں اور بہت کچھ کہتا لوگ اگر سنتے تو انہیں یقین نہ آتا۔''(۲)

شیعہ عالم ملا باقر کلینی کے حوالے سے اپنی کتاب ''حیاۃ القلوب'' میں ذکر کرتا ہے۔

''علی علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جعفر اور حضرت حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے اور آپ کے ساتھ دو کمزور اور ذلیل آدمی عباس اور عقیل (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور چچازاد بھائی) رہ گئے۔''(۳)

یہ ہیں شیعہ قوم کے عقائد ونظریات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور آپ کے چچازاد بھائی حضرت عقیل کے متعلق، اسی طرح حضرت عباس کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کے متعلق ان کا

---

(۱) رجال کشی ص ۵۳ أحوال عبداللہ بن عباسؓ
(۲) رجال کشی ص ۴۹
(۳) حیاۃ القلوب از ملا باقر مجلسی ج ۲ ص ۵۶۷ مطبوعہ ہند

عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، شیعہ قوم انہیں خیانت و بددیانتی کا مرتکب قرار دیتے ہوئے اپنے بغض کا اظہار یوں کرتی ہے:

''علی علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس کو بصرے کا گورنر مقرر کیا، تو وہ بصرہ کے بیت المال سے بیس لاکھ درہم کی رقم چرا کر مکہ میں چھپ گیا۔ علی علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی کا یہ حال ہے تو باقی مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔''(۱)

اس نص سے شیعہ قوم کا مسلمانوں اور اکابرین امت محمدیہ کے خلاف بغض اور حسد وحقد بصورت تمام واضح ہو جاتا ہے۔

نیز ''علی علیہ السلام نے ابن عباس وغیرہ کے متعلق یہ بددعا فرمائی تھی:

اے اللہ ان پر اپنی لعنت نازل فرما، ان سے ان کی بصارت چھین لے اور انہیں بصیرت وہدایت سے محروم فرما۔''(۲)

ازواجِ مطہرات کے خلاف دریدہ دہنی

شیعہ قوم نے اپنی یہودی سوچ اور انتقامی جذبات کی بنا پر پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ازواج کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امہات المؤمنین (مومنوں کی مائیں) قرار دیا ہے، کے خلاف بھی طعن وتشنیع کے نشتر چلانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی، عفت وحیا کا لبادہ اپنے چہرے سے اتار کر عداوت اسلام اور بغض رسول اسلام کا ثبوت دیتے ہوئے اس یہودی الفکر قوم کا ایک خبیث سرغنہ طبرسی اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کے خلاف دریدہ دہنی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

---

(۱) رجال کشی ص ۵۷
(۲) رجال کشی ص ۵۲

"جنگ جمل والے دن جب عائشہ کے اونٹ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی علی علیہ السلام غصے کے عالم میں فرمانے لگے، اب عائشہ کو طلاق دیئے بغیر گزارہ نہیں۔ اس پر ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اے علی! میرے بعد میری بیویوں کا معاملہ تیرے سپرد ہے (یعنی جسے چاہے نکاح میں رکھے اور جسے چاہے طلاق دے)۔ عیاذ اًباللہ۔ اس آدمی کی تصدیق ۱۳ دوسرے آدمیوں نے بھی کی جن میں دو بدری بھی شامل تھے۔ جب عائشہ نے یہ سنا تو وہ رو پڑی۔"(۱)

اللہ تعالیٰ کی ہزار لعنتیں ہوں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف اس دیوثیت کا مظاہرہ کرنے والوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تہمت لگانے والی ابن سباء یہودی کی معنوی اولاد پر، اس طرح کے ذلیل، منافقانہ اور عداوت اسلام پہ مبنی عقائد رکھنے کے بعد بھی ان لوگوں کو اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہوئے حیا محسوس نہیں ہوتی؟

بے حیا باش و آنچہ خواہی کن

مشہور شیعہ مؤرخ "کشی" روایت کرتا ہے۔

"عائشہ کو شکست سے دوچار کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ابن عباس کو اس کی طرف بھیجا۔ ابن عباس جہاں عائشہ ٹھہری ہوئی تھی وہاں گئے اور اس سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، عائشہ نے کوئی جواب نہ دیا، ابن عباس اجازت ملنے کا انتظار کئے بغیر ہی اندر داخل ہو گئے ابن عباس کہتے ہیں! میرے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی میں نے کجاوے کا کپڑا اٹھایا اور اس پر بیٹھ گیا تو عائشہ پردے کے پیچھے سے مجھے کہنے لگی! اے ابن عباس! ایک تو تم میرے گھر میں بغیر اجازت داخل ہو گئے اور پھر میری اجازت کے بغیر میرے گھر کے سامان کو استعمال کیا، یہ دونوں کام خلاف سنت ہیں۔ ابن عباسؓ کہنے لگے! ہمیں تجھ سے زیادہ سنت کا علم ہے ہم ہی نے تجھے یہ باتیں سکھلائی ہیں، ہم نے نہیں تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی خلاف ورزی کی، اپنے آپ کو دھوکہ دیا، اپنے نفس پر ظلم کیا اور قہر خداوندی کو دعوت دی۔

---

(۱) الاحتجاج للطبرسی ص ۸۲ مطبوعہ ایران ۱۳۰۲ھ

تیری حیثیت ہی کیا ہے۔ تو ۹ چمڑیوں (ازواجِ مطہرات کی طرف اشارہ ہے) میں سے ایک چمڑی ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد چھوڑا۔ تو ان سے بڑھ کر نہیں۔ نہ تیرا رنگ ان سے زیادہ سفید ہے اور نہ ہی تو حسن و جمال اور تر و تازگی میں ان سے بڑھ کر ہے، جاؤ اپنے گھر جا کر آرام کرو پھر نہ ہم تیرے گھر میں بغیر اجازت داخل ہوں گے اور نہ ہی تیرے سامان کو ہاتھ لگائیں گے، ابن عباس اتنا کہہ کر امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: اسی لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا تھا"۔ (۱)

صحابہ کرام کی عمومی تکفیر

شیعہ قوم کے یہ سارے نظریات یہودیوں کے وضع کردہ ہیں جو اسلام کے خلاف انتقامی جذبہ رکھتے تھے، انہوں نے "حب علی" کے در پردہ اسلام کے خلاف سازش کی اور اپنے چہروں پر حبِ علی کا لیبل لگا کر "شیعہ سنی" کے نام سے ظاہر ہوئے اور ازواج مطہرات، خلفائے راشدین اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بغض و حقد کا اظہار کیا اور ان کی تکفیر کی۔

چنانچہ اس قوم کا مشہور مؤرخ "کشی" امام باقر کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انہوں نے کہا۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تمام لوگ (صحابہ کرامؓ) مرتد ہو گئے تھے ماسوائے مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی کے اور اس آیت کا یہ مطلب ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔

"یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں اگر آپ پہ موت طاری ہو جائے یا آپ کو قتل کر دیا جائے تو کیا تم مرتد ہو جاؤ گے۔" (۲)

نیز "تین کے سوا تمام مہاجرین و انصار اسلام سے خارج ہو گئے تھے۔" (۳)

---

(۱) رجال کشی ص ۵۵، ۵۶، ۵۷ (۲) رجال کشی ص ۱۲ (۳) ایضاً ص ۱۳

اپنے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں ،انہوں نے کہا:

''قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا: محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ ساتھی کہاں ہیں جنھوں نے آپ کی وفات کے بعد عہد شکنی نہیں کی تو سلمان ،مقداد اور ابو ذر کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا۔'' (۱)

حیرت ہے اس شیعہ روایت کے مطابق تو حضرت علی ،حسنؓ ،حسینؓ باقی اہل بیت عمارؓ ،حذیفہ اور عمرو بن الحمق کا شمار بھی کفار و مرتدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے عہد کو توڑنے والوں میں ہوگا؟

اس یہودی الفکر روایت کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔صحابہ کرام کی تکفیر شیعہ قوم کا نظریہ ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جن کی محبت کا سہارا لے کر یہ باقی صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں ان کا عقیدہ بھی شیعہ کی کتاب ''نہج البلاغہ'' کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔حضرت علی خلفائے راشدین تو درکنار جنگ صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ کا ساتھ دینے والوں سے بھی عداوت کا اظہار جائز نہیں سمجھتے تھے۔چنانچہ شیعہ عالم محمد رضی اپنی کتاب ''نہج البلاغہ'' میں حضرت علی سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''ہمارا اور اہل شام (یعنی امیر معاویہ کے ساتھیوں) کا عقیدہ ایک ہی ہے ،ہمارا معبود ایک ہے ہماری دعوت ایک ہے ،نہ ہمارا ایمان ان سے زیادہ ہے نہ ان کا ایمان ہم سے۔ہمارے مقاصد مشترکہ ہیں اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت اور انتقام کا ہے ،اور ہم آپ کے قتل کی سازش سے بری الذمہ ہیں۔'' (۲)

نیز'' یہ بہت بری بات ہے کہ تم معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہو......انہیں برا بھلا کہنے کی بجائے کہا کرو کہ اے اللہ ہمارے (فریقین کے) گناہوں کو در گزر فرما اور ہمارے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا فرما۔'' (۳)

تو کہاں حضرت علیؓ کہاں یہودیوں کی یہ ناپاک اولاد جو اکابرین صحابہ کی تکفیر کرتی ،ان سے بغض رکھتی اور ان کے خلاف دریدہ دہنی کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس گمراہ قوم کو غارت کرے۔

---

(۱) رجال کشی ص ۵   (۱) نہج البلاغہ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت   (۲) ایضاً ص ۳۲۳

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھی تھے۔جنھوں نے دین اسلام کی نشر واشاعت کے لئے اپنے مال وجان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا۔

اسلامی تاریخ کی عظمت کا سہرا کائنات کی ان عظیم شخصیات کے سر پہ ہے، جو اپنے گھر بار اور مال ومتاع کو خیر باد کہہ کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پیغمبر اسلام فخر کونین ہادی ثقلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو پر اپنی جانوں کو قربان کر دیا، جن کے دن اللہ اور اس کے رسول کے باغیوں سے جہاد وقتال اور راتیں اللہ کے حضور قیام اور رکوع وسجدے منصوبے بنا رہے تھے، جنہوں نے اس وقت اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا جب کائنات کے باسی عیش وعشرت میں اپنی دولت لٹا رہے تھے، جنھوں نے اس وقت اسلام کا پرچم بلند کیا جب طاغوت کی طاقتیں اپنے عروج پر تھیں۔ نبی کائنات کے یہ مقدس ساتھی جب مل کر اللہ کی توحید کا نعرہ لگاتے تو کفر وشرک کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا، دنیا حیران وششدر تھی کہ غربت وافلاس کے پسے ہوئے نحیف وناتواں، صحراؤں میں رہ کر گزارہ کرنے والے، بھیڑ بکریاں پال کر اپنا پیٹ پالنے والے، جنگ کے اصولوں سے ناواقف، فن حرب سے ناآشنا یہ لوگ کون ہیں جو روم وفارس کی طاقتوں کو للکار رہے ہیں اور ان سلطنتوں پہ اپنا پرچم بلند کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں، اور پھر چشم کائنات نے دیکھا کہ ان دھمکیوں کو ''مجذوب کی بڑ'' کہنے والے ان کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال چکے تھے۔

ان ہستیوں سے وہی شخص عناد رکھ سکتا ہے جو اسلام کا دشمن اور اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو، اسلام سے محبت کرنے والا اور اللہ اور اس کے رسول کا فرماں بردار کوئی شخص ان سے عداوت کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کے بارے میں فرمایا:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (۱)

''ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو ڈرتے ہوئے اور جنت کی طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں''

ایک جگہ فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَاماً وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (۲)

''وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے ہوں، یا بیٹھے ہوئے ہوں، اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے ہوں) اور زمین وآسمان کی پیدائش کے متعلق سوچتے ہیں، اے ہمارے رب تو نے اسے بیکار نہیں پیدا کیا، تو پاک ہے، ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما''

ایک جگہ رب تعالیٰ نے جو سب سے زیادہ سچ کہنے والا ہے، اپنے برگزیدہ رسول کے ساتھیوں کی ان الفاظ میں تعریف کی:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْراً عَظِيْماً﴾ (۳)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان دار ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں

---

(۱) سورہ الم السجدۃ ۳۲/ ۱۶۔

(۲) سورہ آل عمران آیت ۳/ ۱۹۱۔

(۳) سورہ الفتح ۴۸/ ۲۹

ڈٹے ہوئے ہیں، آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں، تم ان کو رکوع وسجود کرتے دیکھتے ہو، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، ان کی نشانی ان کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں ہے، یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں، جس سے ایک سوئی نکلی، پھر وہ مضبوط ہوئی، پھر موٹی ہوئی، پھر وہ اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے، کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے، اللہ نے ایمانداروں سے اور جو ان میں سے نیک اعمال کرتے ہیں، ان سے بخشش اور بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک کے شرکاء کے بارے میں فرمایا:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۱)

"اللہ تعالیٰ نے نبی پر اور مہاجروں اور انصار پر توجہ کی، جو مشکل وقت میں جبکہ بعض مسلمانوں کے دل ڈگمگا چکے تھے، نبی کے ساتھ رہے، وہ ان پر بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے"

غزوۂ حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (۲)

"اللہ تعالیٰ ایمانداروں سے راضی ہوا، جب وہ ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے، جو ان کے دلوں میں تھا، اللہ کو سب معلوم تھا، اور ان پر تسلی اتاری، اور ان کو ایک

---

(۱) سورہ توبہ: ۹/ ۱۱۷

(۲) سورہ الفتح: ۴۸/ ۱۸، ۱۹

قریبی فتح دی، اور کئی غنیمتیں، جن کو مسلمان لیتے رہے، اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے“

مزید فرمایا:

﴿فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾(۱)

”پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں ستائے گئے، اور لڑے اور مارے گئے، ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کروں گا، اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اللہ کی طرف سے یہ ان کو بدلہ ملے گا (علاوہ اس کے) اللہ کے ہاں اور بھی نیک بدلہ ہے“

اللہ نے ان کے سچے اور حقیقی ایمان کی یہ کہہ کر گواہی دی:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ (۲)

”اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عمدہ رزق ہے“

سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابہ اور انصار کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (۳)

”اور سبقت لے جانے والے پہلے مومن مہاجرین و انصار میں سے، اور وہ لوگ جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے، اللہ ان سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اللہ

---

(۱) آل عمران: ۳/ ۱۹۵ (۲) سورہ انفال: ۸/ ۷۴

(۳) سورہ توبۃ: ۹/ ۱۰۰

نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے''

ایک اور جگہ سب مہاجرین اور انصار کے بارے میں یہ فرما کر ان کی فلاح وکامرانی کی ضمانت دے دی:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(۱)

''ان فقیر مہاجرین کے لئے جو اپنے گھروں اور اپنے مال ودولت سے نکالے گئے، وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور رضامندی، اور وہ مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں، اور وہ لوگ جنھوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے دارالایمان بنایا، جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں، وہ ان سے دلی محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان کو اللہ کی طرف سے ملا ہے، اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے، ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان کو سخت حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی نجات یاب ہوں گے''

فتح مکہ سے پہلے اور فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنَىٰ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(۲)

---

(۱) سورہ حشر: ۵۹/ ۹،۸ (۲) سورہ حدید: ۵۷/ ۱۰

”تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا، ان سے درجات کے اعتبار سے بڑھ کر ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا، اور ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے باخبر ہے“

اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اپنے برگزیدہ نبی کے ساتھ ہی، تمام صحابۂ کرام کا ذکر، بلا فصل کیا ہے، ایک جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾(۱)

”بے شک ابراہیم کے حقدار لوگ وہ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے“

ایک جگہ فرمایا:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ (۲)

”بلاشبہ تمھارا دوست اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان دار“

ایک دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ (۳)

”اور کہہ دیجیے عمل کرو پس اللہ تمھارے اعمال کو دیکھ لے گا اور اس کا رسول اور ایماندار“

ایک جگہ یوں فرمایا:

﴿لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾(۴)

”لیکن رسول اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾(۵)

---

(۱) سورہ آل عمران: ۳/ ۶۸

(۲) سورہ مائدہ: ۵/ ۵۵

(۳) سورہ توبہ: ۹/ ۱۰۵

(٤) سورہ توبہ: ۹/ ۸۸

(۵) سورہ منافقون: ۶۳/ ۸

"اور اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے، اور مومنوں کے لئے، لیکن منافق نہیں جانتے"

ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

﴿بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ إِلٰى أَهْلِيْهِمْ﴾(۱)

"بلکہ تم نے گمان کر لیا کہ ہرگز نہیں لوٹیں گے رسول اور ایماندار اپنے گھروں کو"

ایک آیت میں فرمایا:

﴿فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲)

"پس اللہ نے اپنی تسلی نازل فرمائی اپنے رسول پر اور مومنوں پر"

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کی امت کے اولین اور صحیح معنوں میں ایمان لانے والے مؤمنین کا ذکر، جن میں سے افضل و اعلیٰ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہیں، اپنے نبی کے ذکر کے ساتھ ہی کیا، اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ ،إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ﴾ (۳)

"بیشک وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی، سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ کی، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے"

اسی طرح جب اپنے نبی کی [illegible] کا ذکر کرتا ہے تو ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں کا مکہ سے نکالا جانا بھی بیان فرماتا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

﴿يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ﴾ (۴)

"وہ نکالتے ہیں رسول کو اور تمھیں، اس واسطے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمھارا پروردگار ہے"

---

(۱) سورہ فتح: ۴۸/ ۱۲
(۲) سورہ فتح: ۴۸/ ۲۶
(۳) سورہ فتح ۴۸/ ۱۰
(۴) سورہ ممتحنہ: ۶۰/ ۱

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھی اور یار غار کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ﴾ (۱)

''جب کہ وہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھی کو غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اپنا اطمینان نازل فرمادیا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ﴾ (۲)

''نبی زیادہ حقدار ہے مومنوں کا ان کے نفسوں سے، اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''

ایک آیت میں ارشاد ہے:

﴿يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (۳)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو''

قرآن پاک کی آیات صحابہ کے بارے میں یہ کہتی ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات اس مضمون کی قرآن پاک میں موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''لا تمس النار مسلما رانی او رأی من رای. (۴)

کسی ایسے مسلمان کو جس نے (ایمان کی حالت میں) مجھے دیکھا یا میرے صحابہ کو دیکھا جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی من احبهم فبحبی

---

(۱) سورہ توبہ: ۹/ ۴۰

(۲) سورہ احزاب: ۳۳/ ۶

(۳) سورہ احزاب: ۳۳/ ۳۲

(۴) ترمذی ج۲ ص۲۲۵ کتاب المناقب باب ماجاء فی فضل من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ.

احبھم و من ابغضھم فببغضی. ابغضبھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ.(۱)

(ترجمہ) اے لوگو میرے صحابہ کے متعلق گفتگو کرتے وقت اللہ سے ڈرا کرو، میرے بعد انھیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا، ان سے وہی محبت کرے گا جسے مجھ سے محبت ہوگی اور ان سے وہی بغض رکھے گا جسے مجھ سے بغض ہوگا، جس نے انھیں تکلیف دی گویا اس نے مجھے تکلیف پہونچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہونچائی گویا اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی اللہ یقیناً اس کا مواخذہ کرے گا۔

فرمان نبوی ہے:

لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لوان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرک مداحدھم ولا نصیفہ.(۲)

''میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اگر بعد میں آنے والا کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں صرف کردے تو ان کے خرچ کئے ہوئے ایک مد (تقریباً آدھ سیر) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

جس طرح ستارے آسمان کی امن وسلامتی کا نشان ہیں'' اسی طرح میرے صحابہ میری امت کے لئے عذاب الٰہی سے امن کا باعث ہیں۔''(۳)

ایک بار فرمایا:

''مامن احد من اصحابی یموت بارض الابعث قائد او نورا لھم یوم القیٰمۃ.'' (۴)

''میرا ہر صحابی قیامت کے روز ایک قائد ورا ہنما کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔''

---

(۱) ترمذی ج۲ ص ۲۲۵ کتاب المناقب باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)بخاری مسلم ج۲ ص ۳۱۰ باب تحریم سب الصحابۃ.

(۳)مسلم ج۲ ص ۳۰۸ باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امان لاصحابہ

(۴)ترمذی ج۲ ص ۲۲۵ باب من سب اصحاب النبی.

"اذا رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله علیٰ شركم." (۱)

"جب تمہیں ایسے لوگ نظر آئیں جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہوں تو تم کہو لعنة الله على شرّكم اللہ کی لعنت ہو تمہاری اس بری حرکت پر۔"

نیز: میری امت میں سے میرے اوپر سب سے زیادہ احسانات ابوبکرؓ کے ہیں۔" (۲)

"إنّ الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه. (۳)

"اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان وقلب کو حق کا مہبط ومرکز بنادیا ہے۔"

"ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين. (۴)

"ابوبکرؓ وعمرؓ: ادھیڑ پن کی عمر میں مرنے والے جنتیوں کے سردار ہوں گے۔"

"لكل بني رفيق و رفيقي يعني في الجنة عثمان. (۵)

"جنت میں ہر نبی کا ایک دوست ہوگا اور میرے عثمان بن عفان ہوں گے۔"

"من اذى عمي فقد اذاني فانما عم الرجل صنوابيه. (۶)

"اے لوگو! جس نے میرے چچا عباس کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے تکلیف دی بلا شبہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔"

آپ کی یہ دعا حدیث میں موجود ہے۔

"اللّٰهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة. (۷)

---

(۱) ترمذی ج۲ ص ۲۲۵ باب من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) بخاری ج ا ص ۵۱۶ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الا بواب الا باب ابی بکر۔ مسلم ج ۲ ص ۲۷۲ باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

(۳) ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب المناقب باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔

(۴) ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق

(۵) ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰ کتاب المناقب باب مناقب عثمان بن عفانؓ

(۶) ترمذی ج ۲ ص ۲۱۷ کتاب المناقب باب مناقب ابی الفضل عم النبی ﷺ وهو العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔

(۷) ایضاً

''اے اللہ عباس اور ان کے بیٹوں کے ظاہری و باطنی گناہ معاف فرما اور ان کی حفاظت فرما۔''

نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کیا گیا'' آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟

فرمایا: عائشہ

پھر پوچھا گیا: مردوں میں سے!

فرمایا عائشہ کے باپ ''ابوبکرؓ۔'' (۱)

نیز ''خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں۔'' (۲)

معاویہ کے لئے آپ نے یوں دعا فرمائی ہے۔

''اللّٰهم اجعله هاديا مهدياً. (۳)

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور مسلمانوں کے لئے ہادی و راہنما بنا۔''

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

براء بن مالک اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں میں سے ہیں جو اگر اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہہ دیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دے۔'' (۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ عنہ کے نیک ہونے کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا: ''عبداللہ بن عمرؓ نیک آدمی ہیں۔'' (۵)

یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکباز ساتھی جن کے متعلق شیعہ قوم کے نظریات بھی آپ نے ملاحظہ فرمائے اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات بھی۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۱۷ باب فضائل ابی بکر بعد النبی ﷺ / مسلم ج ۲ ص ۲۷۳ باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴ کتاب المناقب باب مناقب خالد بن ولید۔

(۳) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴ کتاب المناقب باب مناقب معاویۃ

(۴) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵ کتاب المناقب باب مناقب البراء بن مالک

(۵) بخاری ج ۱ ص ۵۲۹ کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن عمر بن الخطاب / مسلم ج ۲ ص ۲۹۸ باب فضائل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

یہود و مجوس نے ان کے خلاف بغض و عناد اور کینہ وحسد کے اظہار کے لئے عبداللہ بن سبا کو قائد بنایا اور ''شیعان علی'' کے نام سے ظاہر ہو کر بے بنیاد حکایات وضع کیں اور ان پر شیعہ مذہب کی بنیاد رکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بد زبانی اور فحش گوئی کر کے ان سے اس بات کا انتقام لینا چاہا کہ انہوں نے یہودیوں کے اسلاف بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریظہ کو مدینہ منورہ سے نکالا تھا اور ان کی سرکوبی کی تھی۔ اور مجوسیوں کے عبادت خانوں کی اس آگ کو بجھایا تھا جسے پوجنے کے لئے انہوں نے صدیوں سے جلا رکھا تھا۔ ان کے نزدیک صحابہ کرام کا یہ بہت بڑا جرم تھا کہ انہوں نے قیصر و کسریٰ کے تاج کو پاؤں تلے روند کر روم فارس پر اسلام کا پرچم لہرا دیا تھا۔

کذب ونفاق

شیعہ مذہب کی بنیاد

شیعہ اور جھوٹ دونوں ہم معنیٰ اور مترادف الفاظ ہیں۔ دونوں میں کسی قسم کا فرق یا بُعد نہیں ہے۔ جب سے شیعہ مذہب وجود میں آیا ہے۔ کذب بیانی اور دروغ گوئی اس کے ساتھ ساتھ چلی آرہی ہے۔ جھوٹ اس مذہب کی بنیاد ہے۔ شیعہ مذہب کا آغاز ہی جھوٹ سے ہوا ہے۔

چونکہ یہ مذہب جھوٹ اور کذب کی پیداوار ہے اس لئے اس مذہب میں جھوٹ کو انتہائی مقدس مقام حاصل ہے۔ شیعہ قوم اس کے لئے ''تقیہ'' کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ جس کا مفہوم ہے کذب بیانی سے کام لینا اور زبان سے ایسی بات کا اظہار کرنا جو دل میں نہ ہو۔

شیعہ دین میں ''تقیہ'' کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقیدے کے خلاف اظہار کرنے اور دل کی بات چھپانے کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے شیعہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ شیعہ کا ''امام بخاری'' محمد بن یعقوب بن کلینی اپنے پانچویں ''معصوم امام'' حضرت باقر سے روایت کرتا ہے کہ انہوں فرمایا:

''تقیہ میرا اور میرے آباء واجداد کا دین ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ مومن نہیں۔'' (۱)

حضرت جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

''دین کا ۱۰/۹ حصہ تقیہ میں ہے اور جو تقیہ نہ کرے اس کا کوئی دین ایمان نہیں۔'' (۲)

نیز: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا: ومن دین اللہ ؟ اللہ کے دین میں سے؟ تو آپ نے فرمایا: ای واللہ من دین اللہ ہاں اللہ کی قسم! اللہ کے دین میں سے۔'' (۳)

---

(۱) اصول کافی باب التقیة ج۲ ص ۲۱۹ مطبوعه ایران و ج۱ ص ٤٨٤ مطبوعه هند

(۲) ایضاً

(۳) اصول کافی باب التقیة ج۲ ص ۲۱۹ مطبوعه ایران و ج۱ ص ٤٨٢ مطبوعه هند

یہ ہے شیعہ قوم کے دین کی بنیاد اور ان کے مذہب کا ایک اہم اصول۔تقیہ سے مراد شیعہ دین کے مطابق حق کو چھپانا اور باطل کا اظہار کرنا ہے۔کلینی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''امام جعفر علیہ السلام نے شیعہ راوی سلیمان بن خالد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''تمہارا دین ایک ایسا دین ہے کہ جو اسے چھپائے گا اللہ اسے عزت دے گا اور جو اس کا اظہار کرے گا اللہ اسے ذلیل کرے گا۔''(۱)

جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ.﴾(۲)

اے رسول! جو آپ کی طرف،آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا اس کی اعلانیہ تبلیغ کیجیے۔اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ.''(۳)

''اے نبی! جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے آپ علی الاعلان اس کا اظہار کریں اور مشرکوں کی پرواہ نہ کریں۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں صحابہ کو گواہ بنا کر فرمایا تھا:

ألاهل بلغت ؟اے میرے صحابہ! کیا میں نے رب کا دین تم تک پہنچا دیا ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ہاں پہنچا دیا ہے۔

تب آپ نے فرمایا: اللّٰهم اشهد اے اللہ! گواہ ہو جا۔

---

(۱) اصول کافی باب التقیة ج۲ ص ۲۲۲ مطبوعه ایران و ج۲ ص ٤٨٥ مطبوعه هند

(۲) سورة المائدة: ٥/٦٧

(۳) سورة الحجر: ١٥/٩٤

پھر فرمایا جو یہاں حاضر ہے وہ دوسروں کو جو اس اجتماع میں موجود نہیں میرا پیغام پہنچا دے۔" (۱)

نیز: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سن کر اسی طرح آگے پہنچاتا ہے جس طرح وہ سنتا ہے۔" (۲)

نیز: "بلغوا اعنی ولو آیة" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے اگر کسی نے ایک آیت بھی سنی ہے وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔" (۳)

اللہ تعالیٰ نے دین کی تبلیغ کرنے والوں کی شان میں فرمایا ہے:

" اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَايَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ." (۴)

وہ لوگ جو اللہ کے پیغام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

نیز "لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ." (۵)

"تاکہ اللہ سچ بولنے والوں کو سچ بولنے کی وجہ سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور منافقوں کو عذاب دے۔"

اس آیت میں سچ بولنے پر اجر وثواب کی نوید اور منافقت پر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

ایک دوسری آیت میں مومنوں کی یہ نشانی بیان کی گئی ہے۔

"وَلَايَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ." (۶)

وہ لوگ (اظہار حق میں) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت یعنی کسی کی تنقید کو خاطر میں نہیں لاتے۔

منافقوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

---

(۱) بخاری ومسلم (۲) رواه الترمذی (۳) رواه البخاری

(۴) سورة الاحزاب:۳۳/۳۹ (۵) سورة الاحزاب۳۳/۲۴ (۶) سورة المائدہ: ۵/۵۴

"اِذَا جَآءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ." (۱)

"اے نبی! ان منافقوں کی یہ حالت ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو (تقیہ کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ گواہی دیتا ہے یہ منافق جھوٹے لوگ ہیں۔"

یعنی دل میں تو کفر و تکذیب چھپائے ہوئے ہیں مگر زبان سے آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں بایں معنیٰ یہ جھوٹے لوگ ہیں۔

منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ." (۲)

"جب منافقین مومنوں سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لا چکے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں کی مجلس میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں (مسلمانوں سے تو) ہم مذاق کرتے رہتے ہیں۔"

ان منافقوں اور تقیہ بازوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا" (۳)

"بے شک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ ان کا کوئی مددگار بھی آپ نہیں پائیں گے۔"

احادیث میں بھی جھوٹ کی شدید مذمت کی گئی ہے اور سچ کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سچ بولو۔ بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی کی جستجو میں رہتا ہے حتیٰ کہ عند اللہ اس کے نام کے ساتھ

(۱) سورۃ المنافقون:۶۳/۱ (۲) سورۃ البقرۃ:۲/۱۴ (۳) سورۃ النساء:۴/۱۴۵

"صدیق" لکھ دیا جاتا ہے۔اور جھوٹ سے بچو بے شک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی کی طرف لے جاتی ہے۔آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے حتیٰ کہ عنداللہ اسے کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔"(۱)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کبرت خیانة ان تحدث اخاک حدیثا فهو لک به مصدق و انت به کاذب."(۲)

"یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے بات کرو وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو مگر تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔"

(۱) متفق علیہ (۲) رواہ ابوداؤد

تقیہ: دین وشریعت ہے

حق کو چھپانا، ظاہر اور باطن کا ایک نہ ہونا۔ جھوٹ بولنا اور منافقت سے کام لینا، دینِ اسلام میں انتہائی مکروہ، مذموم فعل اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم، مرتکبِ حرام اور لعنتِ خداوندی کا مستحق ہے۔

یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے جب کہ شیعہ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کے خلاف صریح بغاوت کرتے ہوئے کذب ونفاق کو اپنے دین کا بنیادی اور اہم جزء قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا اور منافقت کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نماز روزے کی طرح فرائض دین میں شامل ہے۔

چنانچہ شیعہ محدث جسے شیعہ قوم نے ''صدوق'' کا لقب دے رکھا ہے یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ اپنی کتاب ''الاعتقادات'' میں لکھتا ہے:

''تقیہ کرنا فرض ہے، جس نے اسے ترک کیا گویا کہ اس نے نماز کو ترک کیا۔''

مزید کہتا ہے:

''تقیہ کرنا اس وقت تک فرض ہے جب تک آخری امام غار سے باہر نہیں نکل آتے۔ اس سے پہلے جو تقیہ ترک کردے گا وہ اللہ کے دین سے اور شیعہ کے دین سے خارج ہو جائے گا، اور اللہ، رسول اور اماموں کی مخالفت کا مرتکب ہوگا۔ امام صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اعملکم بالتقیۃ یعنی اللہ کے نزدیک جو جتنا زیادہ تقیہ کرنے والا ہوگا اتنا ہی زیادہ معزز ومکرم ہوگا۔''(۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہونے کا معیار جھوٹ بولنا ہے۔ جو جتنا زیادہ جھوٹ بولے گا اور اپنے عقیدے کو چھپائے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ کے نزدیک مقرب ہوگا۔

تقیہ کی فضیلت میں شیعہ قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتے ہوئے کہتی

(۱) الاعتقادات از ابن بابویہ قمی فصل التقیۃ مطبوعہ ایران ۱۲۷۴ھ

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ مومن جو تقیہ نہیں کرتا اس جسم کی مانند ہے جس کا سر کاٹ دیا گیا ہو۔''(۱)

اپنے پہلے ''معصوم'' امام حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''تقیہ کرنا سب سے افضل عمل ہے۔''(۲)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز نہ ہو سکتی۔''(۳)

گویا کہ جھوٹ، شیعہ قوم کی پہچان اور معیار ہے۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''اللہ مومن کا ہر گناہ معاف کردے گا سوائے دو گناہوں کے: ایک تقیہ کو ترک کرنا اور دوسرا حقوق العباد کا خیال نہ رکھنا۔''(۴)

اپنے پانچویں امام حضرت باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''تقیہ سے زیادہ میری آنکھ کی ٹھنڈک اور کونسی چیز ہو سکتی ہے۔ تقیہ مومن کی ڈھال ہے۔(۵)

نیز: ''مخالفین سے بظاہر دوستی رکھو اندر سے ان کی مخالفت کرتے رہو۔''(۶)

اس سے بڑھ کر منافقت کا تصور اور کیا ہو سکتا ہے؟

اپنے چھٹے امام جعفر ملقب بالصادق سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا:

''میرے نزدیک روئے زمین پر تقیہ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے جو شخص تقیہ کرتا ہے، اللہ اسے بلند مقام عطا کرتا ہے۔ اور جو تقیہ نہیں کرتا ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے''(۷)

اپنے ساتویں امام موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے مرید کو ایک

---

(۱) تفسیر العسکری ص ۱۶۲ مطبوعہ مطبع جعفری ہند

(۲) ایضاً (۳) ایضاً (٤) ایضاً ص ۱٦٤

(٥) اصول کافی باب التقیة ج۲ ص ٦۲۰ مطبوعہ ایران

(٦) اصول کافی ج۲ ص ۲۲۰ (۷) اصول کافی ج۲ ص ۲۱۷ مطبوعہ ایران

خط میں نصیحت کرتے ہوئے لکھا:

''اے علی بن سوید! اگر تمہیں ہماری طرف منسوب کوئی بات پہنچے تو اس کی تردید نہ کروا گرچہ وہ خلاف حق ہی کیوں نہ ہو۔ تو نہیں جانتا کہ جس وقت ہم نے وہ بات کہی تھی ہم کس قسم کی صورت حال سے دوچار تھے اور اس سے ہماری کیا مراد تھی۔ جو تمیں لکھ رہا ہوں اس پر عمل کرو اور کسی کو مت بتاؤ۔''(۱)

اپنے آٹھویں امام علی بن موسیٰ رضا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

''تقیہ کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ کہا گیا: اے نواسۂ رسول! ب تلک! فرمایا: جب تک ہمارے قائم (آخری امام) ظاہر نہیں ہوگے۔ جس نے ہمارے قائم کے نکلنے سے پہلے تقیہ ترک کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''(۲)

ان تمام تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تقیہ محض جھوٹ، مکر و فریب اور ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہے مگر بعض شیعہ افراد یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس سے اضطراری حالت میں تحفظِ جان و مال کی غرض سے اپنے عقیدے کو چھپانا مراد ہے جب کہ شیعہ اماموں کے اقوال اس موقف کی تردید کرتے ہیں چنانچہ کلینی ''فروع کافی'' میں روایت بیان کرتا ہے کہ:

''ایک منافق آدمی مر گیا تو امام زین العابدین علیہ السلام اس کے جنازے میں شامل ہونے کے لئے ساتھ چل پڑے۔ راستہ میں ان کی اپنے ایک غلام سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے اس سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

کہنے لگا: میرے ساتھ چلو۔ جو کچھ میں پڑھوں تم بھی دہراتے جانا۔

چنانچہ جب امام نے تکبیر کہی تو آپ فرمانے لگے:

" اللّٰھم العن فلانا الف لعنة ...... اے اللہ اس شخص پر ہزار لعنتیں نازل فرما۔ اے اللہ! تو اس شخص کو جہنم رسید فرما اور اسے بدترین عذاب میں مبتلا فرما کیونکہ یہ تیرے دشمنوں

---

(۱) رجال کشی ص ٣٦٥ تحت ترجمان علی بن سوید مطبوعہ کربلاء عراق

(۲) کشف الغمہ از اردبیلی ص ٣٤١

کا دوست اور تیرے دوستوں کا دشمن تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔'' (۱)

اس قسم کا نفاق انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منسوب کرنے میں کسی قسم کی حیا محسوس نہیں کی۔ اپنے پانچویں امام حضرت جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا:

''جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو عمر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا اللہ نے آپ کو اس کی قبر پہ کھڑا ہونے سے منع نہیں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ عمر نے دوبارہ اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے ان سے فرمایا:

ہلاکت ہو تجھ پر، تجھے کیا معلوم میں نے جنازے میں کیا پڑھا ہے؟

''میں نے دعا مانگی ہے: اے اللہ! اس کا پیٹ آگ سے بھر دے اور اسے جہنم میں داخل کر۔'' (۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (معاذ اللہ) لوگوں کو دھوکہ دیا۔ لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ اس منافق کے لئے استغفار کر رہے ہیں مگر درحقیقت اس کے لئے جہنم کی دعا مانگتے رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ تو اس منافق کے لئے بددعا کرتے رہے ہوں اور اپنے صحابہ کو استغفار کرنے کی اجازت دے دی ہو؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت تھی کہ ظاہر و باطن میں تضاد پیدا کریں؟ اگر آپ کو اس منافق کے لئے بددعا ہی کرنا تھی تو کونسا ایسا سبب تھا جس نے آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے پر مجبور کیا؟ آپ کو کس چیز کا خوف تھا؟ دینِ اسلام تو اس وقت مضبوط ہو چکا تھا اور خود ابن ابی نے بھی اسلام کی شان و شوکت، جاہ و جلال اور قوت و ہیبت کے خوف سے ظاہراً اسلام

---

(۱) فروع کافی ،کتاب الجنائز ۔ باب الصلوٰۃ علی الناصب ج ۳ ص ۱۸۹ مطبوعہ ایران و ج ۱ ص ۹۹ مطبوعہ ھند

(۲) فروع کافی کتاب الجنائز ج۳ ص ۱۸۸ مطبوعہ ایران ج۱ ص ۵۹ مطبوعہ ھند

قبول کیا تھا۔

تو یہ ایک بہتان ہے جسے شیعہ قوم نے اپنے نجس و ناپاک عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے تراشا ہے۔ سرورِ کائنات کو اس قسم کے نفاق کی ضرورت نہیں تھی۔

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تقیہ محض نفاق وکذب کا نام ہے، شیعہ راوی محمد بن مسلم کہتا ہے:

''میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ ابوحنیفہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بھی موجود ہیں۔ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو اتفاق سے آج ابوحنیفہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ بہتر طور پر اس کی تعبیر بتلا سکتے ہیں ۔ راوی کہتا ہے میں نے اپنا خواب بیان کیا۔ ابوحنیفہ نے اس کی تعبیر بیان کی جس کی امام علیہ السلام نے بھی تائید کی اور فرمایا:

أصبت واللہ یا ابا حنیفۃ !

تھوڑی دیر بعد ابوحنیفہ وہاں سے چلے گئے تو میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا، مجھے اس ناصبی کی تعبیر اچھی نہیں لگی۔ آپ نے فرمایا: ابوحنیفہ نے جو تعبیر بیان کی ہے وہ بالکل غلط ہے۔

میں نے عرض کیا مگر آپ نے تو اس کی تائید کی تھی اور فرمایا تھا: أصبت واللہ یا ابا حنیفۃ! آپ نے فرمایا: مگر میں نے دل سے اس کی تائید نہیں کی تھی اور فرمایا تھا: أصبت الخطاء۔''(۱)

عربی زبان میں ''اصاب'' کا لغوی معنیٰ ہے ''پہنچنا'' اور اہل لغت کے نزدیک اس سے مراد لیا جاتا ہے حقیقت کو پہنچنا۔ مگر شیعہ کے بقول ان کے پانچویں امام حضرت جعفر نے امام ابوحنیفہؒ کے سامنے تو ان کی تائید کی مگر ان کے جانے کے فوراً بعد مکر گئے اور لفظ کا مفہوم ہی

(۱) کتاب الروضۃ من الکافی ج۸ ص ۲۹۲ مطبوعہ ایران

تبدیل کر دیا۔

اب ظاہر ہے حضرت جعفر کو امام ابوحنیفہؒ سے کوئی خطرہ نہیں تھا اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ صاحبِ اقتدار نہیں تھے بلکہ آپ ارباب اقتدار کے نزدیک مبغوض اور ناپسندیدہ شخص تھے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے خود تو تعبیر بتلانے کی پیشکش نہیں کی تھی اور نہ ہی یہ تقاضا کیا تھا کہ ان کی بیان کردہ تعبیر کو صحیح قرار دیا جائے اور اس پہ ان کی تعریف وتوصیف کی جائے بلکہ خود حضرت جعفر نے انہیں تعبیر بتلانے کی دعوت دی اور ان کی تائید کی مگر ان کے جانے کے فوراً بعد ہی ان کی تردید کی۔ یہ نفاق نہیں تو اور کیا ہے۔

شیعہ راوی موسیٰ بن اشیم بیان کرتا ہے :

''میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران ایک آدمی آیا اور آپ سے ایک آیت کا مفہوم پوچھا۔ امام صادق نے اسے آیت کا مفہوم بتادیا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا اس نے بھی آپ سے اسی آیت کا مفہوم پوچھا مگر آپ نے اسے پہلے جواب کے برعکس جواب دیا۔ راوی کہتا ہے : میں بڑا حیران ہوا کہ آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں؟ میرے دل میں کئی شکوک وشبہات جنم لینے لگے۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی اسی آیت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے اسے جو جواب دیا وہ پہلے دونوں جوابات سے مختلف تھا۔ چنانچہ میرے دل سے شکوک وشبہات دور ہو گئے اور میں جان گیا کہ یہ سارا کچھ تقیہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔'' (۱)

نامعلوم یہ کیا تقیہ ہے جو ان کے اماموں کو اس طرح کے تضادات پر مجبور کرتا ہے؟

اور ان تضادات سے ان کے امام کن مصائب سے نجات چاہتے تھے؟

اس طرح کے تضادات وتناقضات کے بعد کیا کسی شخص کا اعتماد باقی رہ سکتا ہے؟ کسے کیا معلوم کہ دینی مسائل میں جھوٹ بولنے والے کا کونسا قول تقیہ پر مبنی ہے اور کونسا سچ پر؟

تو یہ دین سے کھلم کھلا مذاق ہے جو کسی ''معصوم اور واجب الاتباع امام'' کو تو درکنار

---

(۱) الكافی فی الاصول ج۱ ص ۱۶۳ مطبوعه هند

کسی عام آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا۔

اور پھر یہ کس قسم کا تقیہ ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے، جیسا کہ کلینی نے حضرت جعفر صادق سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''میرے والد'' حضرت باقر'' بنو امیہ کے دور میں فتویٰ دیتے تھے کہ باز اور چیل کا شکار کیا ہوا جانور حلال ہے، ان کا یہ فتویٰ تقیہ پر مبنی تھا مگر میں تقیہ نہیں کرتا اور فتویٰ دیتا ہوں کہ باز اور چیل کا شکار کیا ہوا جانور حرام ہے۔''(۱)

یہ عجیب تقیہ ہے جس کے تحت جب جی چاہے کسی چیز پر حلال ہونے کا فتویٰ لگا دیا جائے اور جب جی چاہے حرام ہونے کا؟

کیا اماموں کی امامت وعصمت کا یہی تقاضا ہے؟

اس کے برعکس ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ. "(۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ کسی حلال شی کو حرام قرار دینے کا اختیار کسی کو نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں یہود ونصاریٰ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

''اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ.''(۳)

''یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے مذہبی راہنماؤں کو اپنا خدا بنا لیا تھا۔''

''اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''مذہبی راہنماؤں کو خدا بنا لینے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال قرار دیتے وہ اسے حلال سمجھتے اور جب حرام قرار دیتے تو اسے اپنے اوپر حرام کر لیتے۔''(۴)

---

(۱) فروع کافی باب صید البزاۃ والصقور وغیر ذلک ج٦ ص ۲۰۸ مطبوعہ ایران ج۲ ص ۸۰ مطبوعہ ھند

(۲) سورۃ الاعراف:۷/۳۲ (۳) سورۃ التوبہ:۹/۳۱

(٤) رواہ الترمذی واحمد والبیہقی فی سننہ

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ نبی کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام کردے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ." (۱)

"اے نبی! آپ اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں۔"

تو جب ایسا کرنے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تو حضرت باقر کو کیسے حاصل ہو گیا؟

مشہور شیعہ مصنف "کشی" عبداللہ بن یعفور سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا:

"میں نے ایک دن امام جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میں ایک انار کے دو حصے کر کے ایک کو حلال کہوں اور دوسرے کو حرام تو اللہ کی قسم جسے میں نے حلال کیا ہے وہ حلال ہوگا اور جسے حرام کیا ہے وہ حرام (تو حضرت جعفر نے بقول شیعہ۔ اس کی توثیق اور تائید کرتے ہوئے کہا) رحمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے، اللہ تجھ پر رحم کرے۔" (۲)

تحلیل وتحریم یعنی کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اماموں کا اختیار ہے۔ شیعہ کے نویں امام محمد بن علی موسیٰ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ان الائمة هم يحلون ما يشاء ون ويحرمون ما يشاء ون." (۳)

یعنی ائمہ کو اختیار ہے کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال کردیں اور جس کو چاہیں حرام کردیں۔ یہی حال یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا جس کی قرآن مجید میں مذمت بیان کی گئی ہے۔ حضرت جعفر صادق کا یہ کہنا کہ "میرے والد بنوامیہ کے دور میں یہ فتویٰ دیتے تھے۔" اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا یہ فتویٰ اموی حکمرانوں کو خوش کرنے کے لئے تھا جب کہ شیعہ کی اپنی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) سورة التحريم:٦٦/١

(۲) رجال كشى ص ۲۱۵

(۳) اصول كافى باب أن الائمة يحلون ما يشاؤن ويحرمون ما يشاؤن

" من ارضیٰ سلطاناً بسخط اللّٰہ خرج من دین اللّٰہ ."(۱)

"یعنی جس نے اللہ کو ناراض کر کے کسی حکمراں کو خوش کیا وہ دین اسلام سے خارج ہو گیا۔"

کیا شیعہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہیں ہے؟

اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"ایمان یہ ہے کہ تم سچ کو اگر چہ اس میں بظاہر تمہارا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ جھوٹ پر ترجیح دو اگر چہ اس میں تمہیں کوئی فائدہ ہی کیوں نہ نظر آرہا ہو۔"(۲)

گزشتہ نصوص سے واضح ہو جاتا ہے کہ تقیہ محض جھوٹ ہی کا دوسرا نام ہے۔

مزید مثالیں

شیعہ راوی سلمہ بن محرز کہتا ہے:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک ارمانی شخص مر گیا ہے اور اس نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں اس کا ترکہ تقسیم کر دوں۔ اس کی صرف ایک بیٹی ہے۔ آپ نے فرمایا: ارمانی کون؟ میں نے کہا: ایک پہاڑوں میں رہنے والا شخص۔ آپ نے فرمایا: بیٹی کو نصف دے دو۔ راوی کہتا ہے: میں نے یہ بات زرارہ کو بتلائی تو زرارہ نے کہا:

امام علیہ السلام نے تیرے سامنے تقیہ کیا ہے، سارا مال بیٹی کا ہے۔

راوی کہتا ہے: میں دوبارہ آپ کے پاس گیا اور کہا: اللہ آپ کی اصلاح فرمائے ہمارے ساتھیوں کا خیال ہے کہ آپ نے مجھ سے تقیہ کیا ہے؟

فرمایا: میں نے تقیہ نہیں کیا لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں تیرا مواخذہ نہ ہو۔ کیا کسی اور کو بھی

(۱) کافی باب من اطاع المخلوق فی معصیۃ الخالق ج۳ ص ۳۷۳ مطبوعہ ایران

(۲) نہج البلاغۃ ج۲ ص ۱۲۹ مطبوعہ بیروت

اس بات کا علم ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: باقی نصف بھی اس کو دے دو۔'' (۱)

اب یا تو حضرت جعفر کا پہلا قول درست تھا یا دوسرا۔ اگر پہلا درست تھا تو باقی نصف لڑکی کو دینے کا حکم کیوں دیا؟ اگر دوسرا درست تھا تو پہلے ہی سارا مال لڑکی کو دینے کا حکم کیوں نہ دیا؟ حق کے اظہار میں کونسی چیز حائل تھی؟ کیا دینی امور میں کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف محض تقیہ یعنی جھوٹ کی بنا پر کوئی فتویٰ دے؟

وراثت کے مسائل نصوص سے ثابت ہوتے ہیں ان کا ذاتی اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں۔ نصوص کو تبدیل کر کے ان کے خلاف فتویٰ دینے والے شخص کا دین قطعاً قابل اعتماد نہیں۔

اس قسم کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔ شیعہ راوی عبداللہ بن محرز کہتا ہے:

''میں نے امام صادق علیہ السلام سے کہا: ایک آدمی مر گیا ہے۔ اس کی ایک ہی بیٹی ہے اور اس نے میرے حق میں وصیت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: آدھا مال بیٹی کو دے دو اور بقیہ دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔

راوی کہتا ہے: میں واپس آیا تو میرے ساتھیوں نے کہا: رشتہ داروں کو کچھ نہیں ملے گا۔ سارا مال بیٹی کا ہے۔ چنانچہ میں دوبارہ آپ کے پاس گیا اور پوچھا: کیا آپ نے تقیہ کیا ہے؟

'' آپ نے فرمایا: لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں اس کے رشتے دار تجھے کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ اگر تجھے کسی قسم کا خطرہ نہیں تو باقی آدھا مال بھی بیٹی کو دے دو۔'' (۲)

ان دونوں روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ قوم دفاع کی غرض سے نہیں بلکہ کسی بھی مصلحت کے پیش نظر جب چاہے جھوٹ بول سکتی ہے اور اسے تقیہ کا نام دے کر ''مستحق اجر و ثواب'' بھی ہو سکتی ہے۔

ان دونوں روایات میں سائلین اموی یا عباسی نہیں تھے بلکہ وہ خالص شیعہ اور ان کے ''معصوم'' کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) فروع کافی باب میراث الولد ج۷ ص ۸۶ ، ۸۷ مطبوعہ ایران و ج۳ مطبوعہ ہند (۲) ایضاً

''ایک دن حسین بن معاذ النحوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

میں جامع مسجد میں درس دیتا ہوں۔ بعض اوقات ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی مخالف آدمی (یعنی اہل سنت میں سے) مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کے مطابق جواب دیتا ہوں (یعنی جسے میں حق سمجھتا ہوں اس کے خلاف) تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟'' امام علیہ السلام نے جواب دیا: اصنع کذا فانی اصنع کذا،(۱) ہاں اس طرح کیا کرو میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔''

یعنی شیعہ کے بقول ان کے امام لوگوں کو منافق بننے کی ترغیب دیتے تھے۔ اظہار حق کی بجائے سائل کی مرضی کے مطابق جواب دینا کذب ونفاق نہیں تو اور کیا ہے۔

جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ."(۲) ''اللہ سے ڈرو اور اہل حق کا ساتھ دو۔''

نیز: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا."(۳)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو۔

مگر شیعہ کے ہاں معاملہ برعکس ہے، وہ نہ صرف یہ کہ خود جھوٹ بولتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی جھوٹ بولنے کا حکم دیتے ہیں جیسا کہ گزشتہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایک اور شیعہ روایت ہے:

''امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے ایک معتقد کو خط لکھا کہ کسی ایسے قول کے متعلق جو تمہیں ہماری طرف سے پہنچے یہ نہ کہو: یہ باطل ہے اگرچہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ خلافِ حق ہے کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ہم نے وہ بات کیوں کہی تھی اور کس بنا پر کہی تھی۔''(۴)

یعنی کوئی باطل اور خلافِ شریعت بات اگر کسی امام سے مروی ہو تو اس کی تردید جائز نہیں اگرچہ اس میں صریحاً کتاب وسنت کی مخالفت پائی جاتی ہو۔ جب کہ اسلام میں معیار کتاب وسنت ہے نہ کہ قولِ امام۔

---

(۱) رجال کشی ص ۲۱۸ (۲) التوبۃ: ۱۱۹/۹ (۳) الاحزاب: ۷۰/۳۳

(۴) رجال کشی ص ۲۶۸ مطبوعہ کربلا عراق

تقیہ کا عقیدہ کیوں اختیار کیا گیا؟

شیعہ قوم کے نزدیک تقیہ کرنا یعنی منافقت سے کام لینا اور جھوٹ بولنا نہ صرف یہ کہ جائز اور رخصت ہے بلکہ دین کا بنیادی رکن اور باعثِ ثواب ہے۔ مگر کچھ شیعہ اکابرین بدنامی سے بچنے کے لئے اسے رخصت قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جھوٹ بولنا اور دل کی بات کو چھپانا فرض نہیں۔ بلکہ جائز ہے۔ چنانچہ شیعہ مفسر طبرسی کہتا ہے:

''تقیہ ایک جائز امر ہے جو دفاع کی خاطر اختیار کیا جاتا ہے۔''(۱)

لطف اللہ صافی کہتا ہے:

''شیعہ کے نزدیک تقیہ کرنا جائز ہے، انھوں نے تقیہ پر اس وقت عمل کیا جب ظالم بادشاہوں معاویہ، یزید، ولید اور منصور وغیرہ کی حکمرانی تھی۔''(۲)

ہندوستان کا ایک شیعہ عالم سید علی امام کہتا ہے:

''امامیوں کے نزدیک تحفظ جان و مال کی خاطر تقیہ کرنا جائز امر ہے۔''(۳)

مذکورہ شیعہ اصحاب نے تقیہ کے عقیدے کے بیان میں بھی تقیہ کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ دین میں تقیہ کرنا جائز نہیں بلکہ فرض ہے۔ چنانچہ طوسی کہتا ہے:

''جان بچانے کے لئے تقیہ کرنا فرض ہے۔''(۴)

مشہور شیعہ محدث ابن بابویہ قمی کہتا ہے:

''تقیہ کرنا فرض ہے، اور اس کی فرضیت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک آخری امام ظاہر نہ ہو جائیں، جس نے ان کے ظاہر ہونے سے پہلے تقیہ ترک کیا وہ شیعہ دین سے خارج ہو گیا۔''(۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) تفسیر مجمع البیان از طبرسی ۔تفسیر ارشاد باری تعالیٰ " تتقوا منهم تقاة "

(۲) مع الخطیب فی خطوط العریضة از صافی ص ۳۹ (۳) مصباح الظلم ص ۷۱ مطبوعه هند

(۴) التبیان از طوسی تفسیر آیت " لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء "

(۵) الاعتقادات از صدوق شیعه ابن بابویه ۔ فصل التقیة

''تقیہ مومن کا سب سے افضل عمل ہے۔''(۱)

کلینی حضرت باقرؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''تقیہ کسی بھی ضرورت و مصلحت کے تحت کیا جا سکتا ہے۔ضرورت مند خود اس کا بہتر طور پہ احساس کرسکتا ہے کہ کب اسے تقیہ کرنا چاہئے۔''(۲)

ابن بابو یہ قمی کہتا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب میں معراج کی رات آسمان پر گیا تو میں نے عرش کے پاس چار مختلف روشنیاں دیکھیں۔ پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ یہ عبدالمطلب، ابوطالب، عبداللہ بن عبدالمطب اور جعفر بن ابی طالب کی ارواح ہیں، جو نور کی شکل میں عرش کے سائے میں معلق ہیں۔

میں نے کہا انہیں یہ مقام ومرتبہ کیسے ملا؟

کہا گیا: کیونکہ انھوں نے ایمان کو چھپائے رکھا اور کفر کو ظاہر کیا۔''(۳)

ثابت ہوا کہ حق کو چھپانا اور باطل کا اظہار کرنا رخصت نہیں بلکہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ یہ کہنا کہ شیعہ دین میں تقیہ فقط تحفظِ جان و مال کے لئے کیا جاتا ہے اور یہ فرض نہیں بلکہ رخصت ہے۔ بالکل غلط اور شیعہ افراد کی طرف سے شیعہ دین کے خلاف بغاوت اور ''معصوم اماموں'' کی صریح مخالفت ہے۔ایسا کہنے والے کمال عیاری کے ساتھ ''تقیہ'' میں بھی تقیہ کرتے ہیں۔شیعہ قوم نے جھوٹ بولنے اور منافقت کرنے کو جواز فراہم کرنے اور اسے مذہبی تحفظ دینے کے لئے تقیہ کا سہارا لیا۔

اسی طرح شیعہ قوم نے تقیہ کے نام پہ جھوٹ کو تقدس کا لبادہ اس لئے بھی اوڑھایا کہ وہ اپنے اماموں کے تضادات کو جواز فراہم کرسکیں اس لئے کہ جب شیعہ قوم پہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تمہارے امام ''معصوم عن الخطا'' ہونے کے باوجود ایک بات پہ قائم کیوں نہ رہتے تھے تو شیعہ نے اس کا جواب یہ تراشا کہ وہ ایسا تقیہ کی وجہ سے کرتے تھے۔

---

(۱) تفسیر عسکری ص ۱۶۳ (۲) اصول کافی باب، التقیۃ

(۳) جامع الاخبار نقل از تنقیح المسائل ص ۱۴۰

چند مثالیں: چنانچہ تیسری صدی ہجری کا مشہور شیعہ مورخ نوبختی کہتا ہے:

''عمر بن رباح نے امام باقر علیہ السلام سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔آپ نے اسے اس کا جواب دے دیا۔اگلے سال وہ پھر آیا اور وہی مسئلہ دوبارہ پوچھا۔آپ نے اس کا پہلے سے مختلف جواب دیا۔عمر بن رباح نے کہا: آپ کا یہ جواب پہلے جواب سے مختلف ہے تو امام باقرؒ نے فرمایا: بعض اوقات ہمیں ایسا تقیہ کی وجہ سے کرنا پڑتا ہے۔اس پر ابن رباح کو آپ کے امام ہونے پر شک گزرا اور دل میں خیال کیا کہ آپ امام نہیں ہیں۔ابن رباح نے اس کا ذکر محمد بن قیس سے کیا اور کہا: امام باقر کو میرے سامنے تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ابن قیس نے کہا: شائد تمہارے ساتھ کوئی ایسا شخص موجود ہو جس کے سامنے تقیہ کرنا ضروری تھا؟ ابن رباح نے کہا: نہیں بلکہ میں دونوں دفعہ اکیلا تھا اس لئے تقیہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

بلکہ اصل وجہ مخبوط الحواسی ہے۔انھیں یہ یاد نہیں رہا کہ پچھلے سال کیا کہا تھا۔چنانچہ عمر بن رباح نے امام باقر علیہ السلام کی امامت سے رجوع کر لیا۔اس نے کہا کہ ایسا شخص جو باطل پر مبنی فتویٰ دے، امامت کا مستحق نہیں اور نہ ہی ایسا شخص امامت کا مستحق ہے جو تقیہ کو بنیاد بنا کر بزدلی کا مظاہرہ کرے اور اپنے دروازے بند کر کے بیٹھ جائے۔امام پر تو ظلم کے خلاف خروج کرنا اور اعلان بغاوت کرنا فرض ہے۔(۱)

اس روایت سے شیعہ کے بقول حضرت باقرؒ کا تضاد و تناقض ثابت ہوتا ہے۔

اسی قسم کے تضادات کو جواز فراہم کرنے کے لئے تقیہ جیسا مسئلہ تراشا گیا۔

اس قسم کی روایت کلینی نے بھی زرارہ بن اعین سے ذکر کی ہے۔وہ کہتا ہے:

''میں نے امام باقر علیہ السلام سے کوئی مسئلہ دریافت کیا آپ نے مجھے اس کا جواب دیا پھر ایک اور آدمی آیا اس نے بھی وہی مسئلہ دریافت کیا آپ نے اسے میرے مختلف جواب دیا۔پھر ایک اور شخص آیا اس نے بھی وہی مسئلہ دریادفت کیا۔آپ نے اسے ہمارے دونوں جوابات سے مختلف جواب دیا۔جب دونوں آدمی باہر چلے گئے تو میں نے آپ سے اس تضاد کی

(۱) فرق الشیعہ از نوبختی ص ۶۰ مطبوعہ حیدریہ نجف عراق ۹۳۷ھ

وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا:

"یازرارہ ان ھذا خیر لنا ولکم"

اے زرارہ! یہ (تضاد بیانی) ہمارے اور تمہارے حق میں بہتر ہے۔"(۱)

کشی لکھتا ہے:

"ایک دفعہ امام جعفر علیہ السلام نے محمد بن عمر سے پوچھا: زرارہ کا کیا حال ہے؟ محمد بن عمر نے کہا: زرارہ ہمیشہ عصر کی نماز غروب آفتاب کے وقت پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اسے میری طرف سے کہو کہ وہ عصر کی نماز اپنے وقت پہ پڑھا کرے۔ محمد بن عمر نے زرارہ کو امام علیہ السلام کا پیغام پہونچایا تو زرارہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے ہو مگر امام علیہ السلام نے مجھے کوئی اور حکم دیا ہے میں نہیں چاہتا کہ اس پر عمل ترک کروں۔(۲)

اس روایت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ زرارہ کو غروب آفتاب کے وقت نماز عصر پڑھنے کا حکم بھی حضرت جعفر نے دیا تھا اور اسے روکنے کا حکم بھی انہوں نے ہی دیا تھا۔

شاید اسی قسم کے تضاد کو دیکھ کر ہی شیعہ روایات کے مطابق زرارہ نے حضرت جعفر صادق کے متعلق کہا تھا" لیس لہ بصر بکلام الرجال."انہیں لوگوں کی گفتگو کے متعلق کوئی سمجھ نہیں۔"(۳)

اسی طرح شیعہ کے ساتویں امام موسیٰ کاظم کے متعلق کشی شیعہ راوی شعیب بن یعقوب سے روایت کرتا ہے اس نے کہا:

"میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کسی ایسی عورت سے شادی کرے جو پہلے سے شادی شدہ ہو اور اس کا خاوند ابھی زندہ ہو اور اسے طلاق بھی نہ دی گئی ہو آپ نے فرمایا: عورت کو رجم کیا جائے گا اور خاوند کو اگر علم نہیں تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔"

راوی کہتا ہے میں نے اس کا ذکر ابوبصیر مرادی سے کیا، تو انھوں نے کہا:

---

(۱) اصول کافی ص ۳۷ مطبوعہ ھند

(۲) رجال کشی ص ۱۲۸ (۳) ایضاً ص ۱۲۳

مجھے امام جعفر صادق نے فرمایا تھا کہ اس صورت میں عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور مرد کو کوڑ لگائے جائیں گے۔ راوی کہتا: ابو بصیر مرادی نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: میرا خیال ہے ہمارے ساتھی (موسیٰ کاظم) کا علم ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔(۱)

اور یہی وہ ابو بصیر ہے جس کے متعلق حضرت جعفر سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا:

''ابو بصیر اور......کو جنت کی بشارت دے دو یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال وحرام کی امانتیں ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو نبوت کے آثار کب کے مٹ چکے ہوتے۔''(۲)

شیعہ قوم یہ تضاد وتناقص حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف بھی منسوب کرتی ہے۔ چنانچہ نوبختی لکھتا ہے۔

''جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو شیعہ کے ایک گروہ نے کہا: حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے موقف میں تضاد تھا، کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ قوت تھی اور آپ کے ساتھی بھی حضرت حسینؓ سے زیادہ تھے، مگر آپؓ نے اس کے باوجود معاویہ سے صلح کرلی اور اس کے خلاف خروج نہیں کیا جبکہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کم تھے اور آپ کے پاس ظاہری اسباب بھی حسنؓ سے کم تھے، لیکن آپؓ نے اس کے باوجود یزید سے جنگ کی اور خود بھی قتل ہوگئے اور اپنے ساتھوں کو بھی قتل کروادیا حالانکہ آپؓ کے پاس جنگ نہ کرنے کا حضرت حسنؓ سے زیادہ جواز موجود تھا، اگر حسنؓ کے موقف کو درست مان لیا جائے تو حسینؓ کے موقف کو غلط ماننا پڑے گا اور حسینؓ کے موقف کو درست مان لیا جائے تو حضرت حسنؓ کے موقف کو باطل قرار دینا پڑے گا۔''

چنانچہ شیعہ کے اس گروہ نے دونوں کی امامت سے رجوع کرلیا اور عوام (۳) کے ساتھ شامل ہوگئے۔(۴)

---

(۱) رجال کشی ص ۱۵٤ (۲) رجال کشی ص ۱۵۲

(۳) شیعہ قوم اپنے آپ کو خواص اور اہل سنت کو عوام سے تعبیر کرتی ہے جیسا کہ یہودی اپنے کو " ابناء اللہ واحباءہ" اور دوسروں کو اللہ کے عام بندوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ شیعہ قوم دیگر امور کی طرح اس اصطلاح میں بھی یہودی قوم کے شانہ بشانہ ہے۔

(۴) فرق الشیعہ از نوبختی ص ٤٦ مطبوعہ نجف

ایک ہندی شیعہ عالم اپنی کتاب اساس الاصول میں نقل کرتا ہے:

''اماموں سے جو احادیث مروی ہیں ان میں بہت زیادہ اختلاف و تضاد پایا جاتا ہے، کوئی بھی ایسی حدیث نہیں جس کے متضاد کوئی دوسری حدیث نہ پائی جاتی ہو۔ اسی وجہ سے بعض ناقص العقیدہ لوگ شیعہ مذہب سے دستبردار ہو گئے۔ (۱)

عقیدۂ تقیہ کو اختیار کرنے کا ایک اور سبب بھی تھا اور وہ یہ کہ شیعہ قوم کے امام اپنے پیروکاروں کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہے۔ شیعہ روایات کے مطابق ہر امام یہی کہتا رہا ہے کہ عنقریب ہماری حکومت قائم ہونے والی ہے اور مخالفین کا خاتمہ ہونے والا ہے، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کے پیروکار اقتدار اور دینی طمع میں مبتلا ہو کر ان سے وابستہ رہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے ائمہ ایسا تقیہ کی بنا پر کرتے تھے۔ ورنہ انہیں بخوبی معلوم تھا کہ شیعہ کے اقتدار کا زمانہ بہت دور ہے۔

کلینی ایک شیعہ راوی علی بن یقطین سے روایت کرتا ہے۔ اس نے کہا:

''مجھے امام علی رضا (شیعہ قوم کے آٹھویں امام) نے فرمایا شیعہ کو دو سو سال سے جھوٹی تسلیاں دی جا رہی ہیں۔

راوی کہتا ہے: اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ قائم علیہ السلام یعنی شیعہ کی خوشحالی کا زمانہ دو تین صدیوں کے بعد شروع ہوگا تو لوگ مایوس ہو جاتے اور اسلام (راوی کے مطابق شیعہ دین) کو چھوڑ دیتے۔ اسی باعث ائمہ یہی فرماتے رہے کہ شیعہ کی خوشحالی اور ان کے اقتدار کا دور عنقریب شروع ہونے والا ہے تا کہ لوگ مطمئن رہیں۔ (۲)

اس عقیدہ کو اختیار کرنے کا سبب قدیم شیعہ مؤرخ نوبختی کی اس عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے۔ نوبختی لکھتا ہے:

''سلیمان بن جریر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شیعہ کے اماموں نے دو عقید۔

---

(۱) اساس الاصول ص ۱۵ مطبوعہ هند

(۲) اصول کافی ص ۳۶۹ باب کراهیة التوقیت

جنی بداء اور ''تقیہ'' اس لئے وضع کئے ہیں کہ وہ اپنے تضادات پر پردہ ڈال سکیں اور جھوٹ کا
جواز فراہم کرسکیں۔ عقیدۂ بداء تو اس لئے اختیار کیا گیا کہ چونکہ شیعہ کے اماموں کا یہ دعویٰ تھا
کہ انہیں غیب کا علم حاصل ہے، وہ ماضی حال اور مستقبل کے حالات سے آگاہ ہیں، چنانچہ وہ
پنے پیروکاروں کو مستقبل کے واقعات کی خبر دیتے، اگر اتفاق سے وہ واقعہ رونما ہوجاتا تو کہتے
یں ہم نے پہلے ہی اس واقعہ کی خبر دے دی تھی بصورت دیگر کہتے ہیں کہ اس میں ہمارا قصور نہیں
للہ کو ''بداء'' ہوا ہے۔

اور تقیہ کا عقیدہ اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ ائمہ سے مختلف مسائل دریافت کئے
جاتے تو وہ حرام یا حلال کا فتویٰ دے دیتے مگر کچھ عرصہ بعد ایک ہی مسئلہ کے متعلق جب دوبارہ
دریافت کیا جاتا تو بعض اوقات پہلا جواب یاد نہ ہونے کے باعث ان کا جواب پہلے سے
مختلف ہوجاتا، اور یوں اماموں کی تضاد بیانی واضح ہوتی چلی گئی۔ اس تضاد بیانی اور اختلاف کا
جواب تقیہ کی صورت میں تراشا گیا۔ اور ظاہر ہے اس سے حق و باطل کی تمیز ختم ہوگئی کیونکہ کچھ
نہیں کہا جاسکتا تھا کہ پہلا قول صحیح ہے یا دوسرا، اسی وجہ سے امام باقر کے پیروکاروں کی ایک
جماعت ان کے بعد امام جعفر کی امامت سے دستبردار ہوگئی۔ (۱)

اس عقیدہ کو وضع کرنے کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ شیعہ کے اماموں سے
صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی مدح و فضیلت منقول ہے ان سے بہت سے ایسے اقوال مروی ہیں
ان میں خلفائے راشدین کی خلافت اور امامت کا اعتراف، ان کے ہاتھوں پہ حضرت علی کی
بیعت کا ذکر اور دیگر ایسے امور کا بیان ہے جو عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر دلالت کرتے ہیں، جبکہ
خلفائے راشدین کی خلافت اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنھم کے اعتراف سے شیعہ دین کی بنیاد
قائم نہیں رہتی، اس تضاد کو دیکھ کر شیعہ قوم کھسیانی ہوکر جواب دیتی ہے کہ ائمہ صحابہ کی تعریف دل
سے نہیں بلکہ تقیہ کی بنا پر کرتے رہے ہیں ورنہ صحابہ کی نسبت ان کا عقیدہ بھی وہی تھا جو شیعہ دین
کا تقاضا ہے۔

---

۱) فرق الشیعۃ ص ۸۵ تا ۸۷

شیعہ کے دلائل اور تردید

شیعہ قوم اپنے عقیدے تقیہ یعنی کذب ونفاق کے جواز واستحباب کے لئے جن دلائل کا سہارا لیتی ہے وہ درج ذیل ہے۔

۱۔ آیت ’’ **فنظر نظرة فی النجوم فقال انی سقیم.** ‘‘

’’ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی طرف دیکھا اور کہا: ’’میری طبیعت ٹھیک نہیں۔‘‘

۲۔ آیت ’’ **وجاء اخوة یوسف فدخلوا علیه فعرفهم وهم له منکرون.** ‘‘

’’ یوسف (علیہ السلام) کے بھائی ان کے پاس آئے، یوسف نے انہیں پہچان لیا جب کہ ان کے بھائی انہیں نہ پہچان سکے‘‘۔

۳۔ آیت ’’ **الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان** ‘‘

مگر جسے مجبور کردیا جائے اور اس کا دل ایمان پہ مطمئن ہو‘‘ (وہ اپنی جان بچانے کی خاطر کفر کا کلمہ کہہ سکتا ہے۔)

۴۔ حضرت ابوبکرؓ کا دوران ہجرت کسی کافر کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا ’’ **هادٍ یهدینی الی السبیل** ‘‘ یہ میرے ہادی ہیں جو مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔

شیعوں نے ان آیات اور قول ابوبکرؓ سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ تقیہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت ابوبکرؓ نے تقیہ پر عمل کیا تھا حالانکہ ان نصوص میں شیعہ کے تقیہ کا شائبہ تک بھی نہیں۔

جہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کا تعلق ہے تو اس سے توریہ کا ثبوت ملتا ہے تقیہ کا نہیں ’’ **انی سقیم** ‘‘ سے مراد ہے ’’ **سقیم من عملکم** ‘‘ یعنی تمہارے شرکیہ اعمال کی وجہ سے میری طبیعت ناساز ہوگئی ہے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو پہچان لینا اور انہیں اس سے آگاہ نہ کرنا یہ نہ تقیہ ہے اور نہ توریہ۔

جہاں تک قرآن مجید کی آیت " اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ " کا تعلق ہے تو اس کا قطعاً یہ مفہوم نہیں کہ لوگوں کو کفر کی تعلیم دی جائے اور حلال کو حرام قرار دیا جائے، اس کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کی خاطر کفر کا کلمہ کہہ دے اور اس کا اعتقاد وایمان اس (کفر کے کلمے پر) نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا تھا کہ " هاد يهديني الى السبيل " تو اس میں توریہ ہے نہ کہ تقیہ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ہادی و راہنما اور سیدھی راہ دکھانے والے نہیں تھے۔

شیعوں کے عقیدہ تقیہ یعنی بغیر کسی مقصد کے جھوٹ بولنے اور اپنے عقیدے کے خلاف اظہار کرنے کے خلاف تو بہت سی آیات واحادیث ہیں جن میں حق کے اظہار، سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ"(1)

اے رسول جو کچھ آپ پر رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے آپ اسے لوگوں تک پہونچائیں اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو گویا آپ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام نہیں پہونچایا (آپ بلاخوف وجھجک حق کا اظہار کریں) آپ کو لوگوں کی تکلیفوں سے بچانا اللہ کی ذمہ داری ہے۔

" اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ"(2)

"وہ جو اللہ کے پیغامات لوگوں تک پہونچاتے ہیں اور صرف اسی سے ڈرتے ہیں وہ

---

(1) سورۃ المائدۃ:٥/٦٧ (2) سورۃ الاحزاب: ٣٣/٣٩

لوگ اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ."(۱)

"اے نبی آپ کھل کر اللہ کے احکامات کی تبلیغ کریں اور مشرکوں کی پرواہ نہ کریں۔"

"وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ."(۲)

بہت سے انبیاء ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے دشمنوں سے جہاد کیا اور اللہ کے راستے میں جو انہیں تکلیفیں پہونچیں وہ ان کی وجہ سے کمزور نہیں پڑے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ."(۳)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھی بنو۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا." (۴)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صاف ستھری بات کہو

حدیث نبوی ہے "علیکم بالصدق"(۵)

"سچ بولو!"

نیز: "کبرت خیانة ان تحدث اخاک حدیثا فهولک به مصدق وانت به کاذب."(۶)

"یہ بہت بڑی بددیانتی ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو مگر تم اس کے ساتھ جھوٹ بول رہے ہو"

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

---

(۱) سورۃ الحجر:۱۵/۹۴ (۲) سورۃ آل عمران:۳/۱۴۶

(۳) سورۃ توبۃ:۹/۱۱۹ (۴) سورۃ الاحزاب:۳۳/۷۰

(۵) متفق علیہ (۶) ابوداؤد

''ایمان یہ ہے کہ تم سچ کو جھوٹ پر ترجیح دو خواہ بظاہر تمہیں سچ میں اپنا نقصان اور جھوٹ میں اپنا فائدہ ہی کیوں نہ نظر آ رہا ہو۔(۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''تقیہ خوف کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور خوف کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جان ضائع ہونے کا خوف۔

۲۔ جسمانی ایذاء کا خوف۔

جہاں تک جان ضائع ہونے کا خوف ہے تو شیعہ کے بقول ان کے امام اپنے اختیار سے مرتے ہیں (یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے) اس لئے خوف کی یہ قسم اماموں کے تقیے کا باعث نہیں بن سکتی۔

نیز: شیعہ کے بقول اماموں کو غیب کا علم حاصل ہوتا ہے اس عقیدے کے مطابق ان کے امام اپنی موت کے وقت کا علم رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا کہ اماموں کے تقیہ کا سبب خوف علی النفس تھا، عقلی و منطقی اعتبار سے بھی درست نہیں۔

جہاں تک خوف کی دوسری قسم ہے اسے بھی اماموں کے تقیے کا سبب قرار دینا ان کی توہین ہے اس لئے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اماموں نے جسمانی ایذاء و مشقت کے مقابلے میں کذب و منافقت کو اختیار کر لیا تھا تو یہ ان کی فضیلت نہیں بلکہ نقص شان ہے۔ اللہ کے راستے میں صعوبتوں کو برداشت کرنا اور ایذاء و تکالیف پہ صبر و تحمل سے کام لینا علماء و ائمہ کا فریضہ ہے۔ بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ علماء نے اظہار حق کی خاطر بڑی بڑی جابر حکومتوں سے ٹکر لی اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ تو جنہیں ساری دنیا کے ہادی و راہنما اور ان کی اطاعت کو فرض قرار دیا جائے ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ استقامت کا مظاہرہ نہ کر سکے اور ایذاء و تکلیف کے خوف سے جھوٹ بولتے، عوام کو دھوکہ دیتے اور حلال کو حرام قرار دیتے رہے، حبّ اہل بیت نہیں بغض اہل بیت ہے۔

---

(۱) نہج البلاغۃ

پھر یہ کہ اگر تقیہ کرنا فرض وواجب ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں چھ ماہ کا توقف کیوں کرتے؟(۱)

امام خازن " الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان " کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جان کے خوف سے اضطراری حالت میں کلمۂ کفر کہنے پہ مجبور ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ صراحۃً کفر کا کلمہ اپنی زبان سے ادا نہ کرے بلکہ تعریض اور توریہ سے کام لے۔ البتہ اگر وہ اس سے بھی اجتناب کرے اور تکلیف پر صبر کرے تو یہ زیادہ افضل ہے، حضرت بلالؓ، حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا اور زبان سے نہ تصریحاً اظہار کفر کیا اور نہ تعریضاً۔'' (۲)

شیعہ اماموں کو۔ بقول شیعہ۔ خوف علی النفس تو درکنار جسمانی ایذاء کا بھی خوف نہیں تھا کیوں کہ وہ اس قدر قوتوں اور طاقتوں کے مالک تھے کہ انہیں ان کا کوئی دشمن گزند نہیں پہونچا سکتا تھا۔ طبرسی ذکر کرتا ہے ایک دفعہ، عمر بن خطابؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر تشدد کرنا چاہا تو امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے غصہ میں آکر عمر کو گریبان سے پکڑا اور زمین پہ گرا لیا۔ (۳)

شیعہ عالم راوندی کہتا ہے:

''ایک مرتبہ علی علیہ السلام نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میرے شیعہ کا نازیبا الفاظ سے ذکر کرتے ہو میں آج تمہیں اس امر پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ اتنا کہہ کر علیؑ نے اپنی کمان زمین پر پھینکی جس نے بہت بڑے اژدھے کی شکل اختیار کر لی۔ عمر گھبرا گئے اور آہ وزاری کرنے لگے کہ اے ابوالحسن! آئندہ میں ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔ علی علیہ السلام نے اژدھے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اس نے دوبارہ کمان کی شکل اختیار کر لی اور عمر خوف زدہ ہو کر اپنے

---

(۱) مختصر تحفۂ اثناعشریہ از شاہ عبد العزیز دہلوی اختصار محمود شکری آلوسی تحقیق سید محب الدین خطیب۔

(۲) تفسیر خازن ۱۳۶/۳

(۳) الاحتجاج از طبرسی صفحہ ٤٥ مطبوعہ ایران

گھر چلے گئے۔''(۱)

''اسی طرح حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر تمام اہل زمین میرے مخالف ہو جائیں اور مدمقابل آجائیں تب بھی میں خوف زدہ ہونے والا نہیں ہوں۔''(۲)

یہ اختیارات وقدرات صرف حضرت علی سے ہی مخصوص نہیں بلکہ سارے امام شیعہ کے مطابق انہیں اختیارات اور اس طرح کی شجاعت کے مالک تھے۔ شیعہ کے آٹھویں امام ابوالحسن علی رضا کہتے ہیں:

''امام کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ہو، وہ مستجاب الدعوات ہو، اگر وہ کسی پتھر کی طرف اشارہ کر کے دعا مانگے تو اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں، اسی طرح امام کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلحہ اور آپ کی تلوار ذوالفقار کا ہونا بھی ضروری ہے۔''(۳)

کلینی لکھتا ہے:

''امام، موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا بھی مالک ہوتا ہے۔ اسی طرح امام کے پاس اسم اعظم کا بھی علم ہوتا ہے جس کی موجودگی میں تیر وتلوار کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔''(۴)

ایسے حالات میں امام کو تقیہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ وہ لوگوں کے خوف سے اپنے باطن کے خلاف عقیدے کا اظہار کرے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غلط بات کہے؟

شیعوں کے نزدیک اس وقت تک تقیہ کرنا اور جھوٹ بولنا جائز بلکہ واجب وفرض ہے جب تک بارھواں امام غار سے ظاہر نہیں ہو جاتا۔

---

(۱) کتاب الخرائج والجرائح از راوندی صفحہ ۲۰ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۱ء

(۲) نہج البلاغۃ خطبہ علی رضی اللہ عنہ

(۳) کتاب الخصال از ابن بابویہ قمی صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ ایران

(۴) اصول کافی از کلینی مطبوعہ ایران۔

اردبیلی لکھتا ہے:

''امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں جس شخص نے قائم علیہ السلام کے خروج سے قبل تقیہ ترک کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''(۱)

کلینی کہتا ہے:

''قائم کے ظہور سے قبل خروج کرنے والا اس پرندے کی مانند ہے جو پر نکلنے سے پہلے ہی اڑنے کی کوشش کرے اور بچے اسے پکڑ لیں یا پریشان کریں۔''(۲)

ابن بابویہ قمی لکھتا ہے:

" التقية واجبة لا يجوز رفعها الى ان يخرج القائم ـ فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن دين الله و دين الامامية۔" (۳)

''تقیہ کرنا (مخالفین سے جھوٹ بولنا اور منافقت کرنا) اس وقت تک واجب ہے جب تک قائم کا خروج نہیں ہو جاتا۔ قائم علیہ السلام کے خروج سے قبل اسے ترک کرنے والا اللہ کے دین اور اماموں کے دین سے خارج ہے''

یہ ہے امامی شیعوں کا دین جو جھوٹ، مکروفریب اور کذب و نفاق کی تعلیم دیتا ہے۔

''و من يضلل الله فما له من هاد.''

---

(۱) كشف الغمة از اردبيلى صفحه ۳۴۱۔

(۲) كتاب الروضة از كلينى۔

(۳) الاعتقادات از ابن بابويه قمى۔

شیعہ رواۃ

شیعہ دین ایک متضاد و متناقض دین ہے اس دین میں ایک ایک مسئلے کے کئی کئی حکم ہیں۔ایک روایت میں ایک حکم بیان کیا جاتا ہے تو دوسری روایت میں اس حکم کی مخالفت کردی جاتی ہے۔یہی حال شیعہ راویوں کا ہے۔ہر راوی کے بارے میں دو قول ہیں۔ایک میں اس کی تضعیف ہے دوسرے میں توثیق۔

اس کی بہترین مثال مشہور شیعہ راوی زرارہ بن اعین ہے جو شیعہ کے تین اماموں حضرت باقر،حضرت جعفر اور موسیٰ کاظم کے اصحاب میں سے ہے۔اس کے متعلق شیعہ قوم نے بڑا عجیب و غیرب موقف اختیار کیا ہے۔کبھی تو اسے جنتی قرار دیا جاتا ہے اور کبھی جہنمی۔کتاب کے ایک صفحہ میں اسے مخلص دوسرے میں بدترین دشمن۔

مثلاً کشی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتا ہے:

''امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا:اے زرارہ تیرا نام جنتیوں میں لکھا ہوا ہے۔''(۱)

مزید''اللہ زرارہ پر رحم فرمائے۔اگر زرارہ نہ ہوتا امام باقر علیہ السلام کی احادیث کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔''(۲)

نیز:امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے والد کی احادیث کو زندہ رکھنے والے زرارہ،محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ العجلی ہیں۔یہ دین کے محافظ ہیں،میرے والد کی حلالؒ وحرام کی امانتیں ان کے پاس ہیں۔''(۳)

ایک طرف تو زرارہ کے یہ فضائل و مناقب ہیں اور دوسری طرف یہی زرارہ ہے جس کے متعلق امام جعفر کا ارشاد ہے کہ وہ مومن ہی نہیں تھا،چنانچہ شیعہ راوی احمد بن حمزہ کہتا ہے:

---

(۱) رجال کشی ص ۱۲۲ مطبوعہ کربلاء عراق

(۲) ایضاً ص ۱۲۳

(۳) رجال کشی ص ۱۲٤

''میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیت '' الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم '' میں ظلم سے مراد کیا ہے؟

' آپ نے فرمایا: جو کچھ ابو حنیفہ، ابو زرارہ اور اس قبیل کے دوسرے لوگوں نے کیا ہے۔''(۱)

اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ مشہور شیعہ مؤرخ کشی اس کے متعلق بیان کرتا ہے:

'' امام ابوعبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام نے فرمایا: اللہ زرارہ پر لعنت نازل فرمائے۔ آپ نے تین مرتبہ اس کو دہرایا۔''(۲)

''میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ کہتے سنا کہ زرارہ گمراہ ہو کر مرے گا۔''(۳)

حضرت جعفر صادق سے ہی روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کسی مسئلہ کو ذکر کرتے ہوئے کہا:

" ان ذا من مسائل آل اعین، لیس من دینی ولا دین آبائی "(۴)

'' یہ مسئلہ آلِ اَعین (یعنی زرارہ بن اعین) کا گھڑا ہوا ہے اس کا میرے اور میرے آباء اجداد کے دین سے کوئی تعلق نہیں۔''

شیعہ روایات کے مطابق اسی ملعون، ظالم اور گمراہ زرارہ کے متعلق ان کے ساتویں امام موسیٰ کاظم کا قول بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہ کہتے ہیں:

''زرارہ اللہ کے لئے ہجرت کرنے والوں میں سے تھا۔''(۵)

نیز: زرارہ نے مری امامت میں شک کیا تو اسے میں نے اللہ سے اپنے لئے طلب کرلیا۔''(۶)

مگر حضرت باقر اسے ایک مشکوک اور بددیانت شخص سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان

---

(۱) رجال کشی ص ۱۳۱
(۲) رجال کشی ص ۱۲۳ ترجمہ زرارۃ
(۳) رجال کشی ص ۱۳۵
(۴) رجال کشی ص ۱۳۷
(۵) رجال کشی ص ۱۳۹
(۶) رجال کشی ۱٤۲

سے عمال (گورنروں) کے دیئے ہوئے عطیوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"کوئی مضائقہ نہیں...... پھر (زرارہ کے چلے جانے کے بعد) فرمایا:

میں نے تو زرارہ سے ڈرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ کہیں وہ ہشام بن عبدالملک اموی خلیفہ کو مخبری نہ کردے ورنہ درحقیقت میں ان عطیوں کو حرام سمجھتا ہوں۔"(۱)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت باقرؒ زرارہ کو خائن، بددیانت اور اموی خلفاء کا جاسوس سمجھتے تھے۔

خائن اور بددیانت ہی نہیں بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدترین کافر۔

"امام جعفر علیہ السلام نے کسی سے پوچھا: تمہاری زرارہ سے کب ملاقات ہوئی تھی؟ راوی کہتا ہے: میں نے کہا کافی عرصہ ہوگیا ہے۔ آپ فرمانے لگے: اس کی پرواہ مت کرو، اگر وہ بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کے لئے نہ جاؤ اور اگر مرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: زرارہ کی؟ امام جعفر علیہ السلام کے قول پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہاں! زرارہ کی۔ کیونکہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدترین ہے۔"

یہ حالت ہے شیعہ مذہب کے ستون اور شیعہ قوم کے قطب کی جسے ان کے تین اماموں کی "صحابیت" کا "شرف" حاصل ہے اور جس کی بیان کردہ روایات اور احادیث پر شیعہ دین کا دارومدار ہے۔

شیعہ کے "معصوم" امام جس پر "وحی والہام کا نزول ہوتا ہے" کبھی تو اسے جنتی، حدیث کو زندہ رکھنے والا، دین کا محافظ، وراثتِ ائمہ کا امین، مہاجر الی اللہ اور عطیہ خداوندی قرار دیتے ہیں اور کبھی اسے ملعون، خائن، بددیانت، جاسوس اور یہود ونصاریٰ سے بھی بدترین سمجھتے ہیں۔

اللہ نے سچ کہا ہے "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ۔"(۲)

---

(۱) رجال کشی ۱۴۲ (۲) سورۃ الأنعام: ۹۳/۶

یعنی ''اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرے یا کہے: مجھے وحی آتی ہے حالانکہ اسے کسی چیز کی وحی نہ ہوئی ہو۔''

نیز: ''لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا.'' (۱)

''اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف وتضاد نظر آتا۔''

یعنی قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اس میں کسی قسم کا تضاد وتناقص نہیں اور اگر یہ (ادیانِ باطلہ کی طرح) معاذ اللہ غیر اللہ کا وضع کردہ ہوتا تو یہ تضادات کا مجموعہ ہوتا۔

نیز ارشاد بارتعالیٰ ہے:

''يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ.'' (۲)

'یہ منافق لوگ اللہ کو اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں (حقیقت میں) وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔''

زرارہ کی طرح باقی راویوں کی نسبت بھی شیعہ قوم کا یہی موقف ہے مثلاً محمد بن مسلم، ابوبصیر اور حمران بن اعین وغیرہ۔ کبھی انہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں اور کبھی انھیں جہنمی قرار دیتے ہیں اس طرح ایک روایت میں انہیں مخلص قرار دیا جاتا ہے اور دوسری روایت میں دشمن۔ (۳)

---

(۱) سورة النساء: ۴/ ۸۲ (۲) سورة البقرة آيت ۹

(۳) رجال کشی کا حاشیہ نگار کہتا ہے: زرارہ کے تعلق اماموں کے یہ متضاد اقوال دراصل تقیہ اور دفاع کا تقاضا تھے۔ (حاشیہ رجال کشی ص ۱۴۳) یہ عجیب تقیہ ہے کہ منہ پر تو کسی کی تعریف کی جائے اور پسِ پشت اسے کافر، ملعون اور بددیانت قرار دیا جائے زرارہ کوئی بنوامیہ یا بنوعباس کا حکمراں تو نہیں تھا کہ اس کے سامنے منافقت کرنا تحفظ جان کا تقاضا ہو؟

وہ تو شیعہ دین کا ستون اور شیعہ احادیث کا ایک بہت بڑا راوی ہے۔ اگر وہ مشکوک تھا اور اس کے سامنے تقیہ کرنے کی ضرورت تھی تو اس کی روایات کو کیوں قابلِ اعتماد قرار دیا جاتا ہے؟

شیعہ حضرت علیؓ کی نظر میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کا سارا خاندان جن میں شیعہ کے ''معصوم'' ائمہ بھی شامل ہیں ''شیعان علی'' کے نام سے ظاہر ہونے والے گروہ سے شدید نفرت کرتا رہا۔ اگر چہ وہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی غرض سے اپنے آپ کو اہل بیت علی کی طرف منسوب کرتے اور ان کی محبت واتباع کا دعویٰ کرتے تھے مگر حضرت علی اور دیگر ائمہ ان سے سر عام برأت اور نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے شیعہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:

''تم حق کو ترک کر چکے ہو، اپنے امام کے نافرمان ہو، تم خائن اور بد دیانت اور فسادی ہو۔ اگر تم میں سے کسی شخص کے پاس ایک پیالہ بھی امانتاً رکھ دیا جائے مجھے خطرہ ہے اور کچھ نہیں تو تم اس کا دستہ ہی اتار لو۔''

"اللّٰهم انی قد مللتهم وملونی وسئمتهم وسئمونی، فابدلنی بهم خيرا منهم، وابدلهم بی شرامنی، اللّٰهم مث قلوبهم كما يماث الملح فی الماء."(۱)

''اے اللہ! میں ان سے بیزار ہو چکا ہوں یہ مجھ سے اکتا چکے ہیں۔ اے اللہ! مجھے ان سے بہتر ساتھی نصیب فرما اور ان پر مجھ سے بدتر امام مسلط فرما۔ اے اللہ! انہیں نیست و نابود فرما جس طرح نمک پانی کے اندر حل ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔''

اور ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:

"يا اشباه الرجال ولا رجال! حلوم الاطفال وعقول ربات الحجال لوددت انی لم أركم ولم اعرفكم۔ والله۔ جرت ندماء و اعقبت سدما قاتلكم الله۔ لقد ملأتم قلبی قيحا۔ وشحنتم صدری غيظاً۔ وجر عتمونی نغب التهمام انفاسا وافسدتم علىٰ رايی بالعصيان والخذلان، حتی لقد قالت

(۱) نهج البلاغة ص ٦٧ مطبوعه بيروت۔

قریش:: ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم له بالحرب."(۱)

"اے نامردو کہ تم آثار مردانگی کھو چکے ہو، کم عقلو کہ تمہاری عقل عورتوں اور بچوں سے بھی کم ہے، کاش! تم مجھے نظر نہ آتے، میری تم سے پہچان نہ ہوتی، کیوں کہ اس سے مجھے سوائے اذیت و پریشانی کے کچھ حاصل نہ ہوا، اللہ تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو زخمی کیا، میرے دل میں اپنے خلاف نفرت کے جذبات بوئے، تم نے میری اس قدر نافرمانی کی کہ میری تمام تدابیر رائیگاں ہوگئیں حتی کہ قریش کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ ابو طالب کا بیٹا بہادر اور شجاع تو ہے مگر اس کو جنگ کرنے کا سلیقہ نہیں۔"

نیز: "اے لوگو! تمہارے جسم تو متحد ہیں مگر منزل ایک نہیں، تم گفتار کے تو غازی ہو مگر کردار کے بزدل۔ آپس میں بیٹھ کر بڑکیں مارتے ہو مگر میدان جنگ میں پیٹھ دکھاتے ہو، تمہیں کوئی ندا دے تم بہرے بن جاتے ہو، جو تمہارے لئے اذیت برداشت کرے تم اسے آرام دینے کی بجائے اس کی اذیت میں اضافہ کرتے ہو، تمہاری نیتیں خراب، تمہارے بہانے بسیار، تم اپنا فرض ادا کرنے کی بجائے مجھ سے مہلت طلب کرتے رہتے ہو۔ تم منزل کا حصول چاہتے ہو تو تمہیں جدوجہد کرنا ہوگی۔ تم میرے علاوہ کس امام کے انتظار میں ہو؟ میرے بعد تم کس کی سربراہی میں لڑنا چاہتے ہو۔ جو تم پر اعتماد کرے خدا کی قسم وہ دکھو کے میں ہے، جو تمہارے اوپر اعتماد کر کے تیر چلائے وہ اپنی ہلاکت کو دعوت دینے والا ہے۔ خدا کی قسم! مجھے تمہاری باتوں پر اعتماد نہیں۔"

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"رعایا اپنے حکمرانوں سے ڈرا کرتی ہے مگر میری حالت یہ ہے کہ مجھے حکمراں ہو کر اپنی رعایا سے ڈرنا پڑتا ہے۔ میں نے تمہیں جہاد کے لئے پکارا تم نہ آئے، میں نے تمہیں نصیحت کی تھی تم نے رد کردی، تمہارے جسم حاضر ہوتے ہیں مگر دماغ غائب، تم بظاہر آزاد ہو مگر حقیقت میں غلام۔ میں تمہیں وعظ کہتا ہوں تم اس سے دور بھاگتے ہو، میں تمہیں متحد رکھتا ہوں

---

(۱) نہج البلاغۃ ص   مطبوعہ بیروت۔

تم منتشر ہو جاتے ہو، میں تمہیں جہاد کی ترغیب دیتا ہوں تم غائب ہو جاتے ہو، میں تمہیں روشنی کی طرف لے جاتا ہوں تم مجھے واپس تاریکی کی طرف لے آتے ہو، تم کمان کی پشت کے مانند ٹیڑھے ہو، تمہیں سیدھا کرنے والا تھک جاتا ہے مگر تم سیدھا ہونے کا نام نہیں لیتے۔

اے بے عقل جسم والو! بے روح بدن والو، اپنے امراء کو آزمائش میں ڈالنے والو، تمہارا ساتھی (یعنی خود علیؓ) اللہ کی اطاعت کرتا ہے مگر تم اس کی نافرمانی کرتے ہو...... میری خواہش ہے کہ میں معاویہ سے دینار کے بدلہ میں درہم کا سودا کرلوں وہ مجھے اپنا ایک ساتھی دے دے اور مجھ سے دس لے لے۔

اے کوفہ والو! تم سن تو سکتے ہو مگر سنتے نہیں، بول تو سکتے ہو مگر بولتے نہیں، دیکھ تو سکتے ہو مگر دیکھتے نہیں، میدان جنگ میں پشت دکھانے والے ہو، آزمائش کے وقت دھوکہ دینے والے ہو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، تمہاری مثال ان اونٹوں کی سی ہے جن کا چرانے والا کوئی نہ ہو (یعنی شتر بے مہار ہو۔) (۱)

نیز فرماتے ہیں:

”واللہ لولا رجائی الشهادة عند لقاء ی العدو۔ لقربت ركابي ثم شخصت عنكم فلا اطلبكم ما اختلف جنوب وشمال. طعانين، عيابين، حيادين، رواغين، انه لا غناء في كثرة عددكم مع قلة اجتماع قلوبكم. (۲)

”خدا کی قسم! اگر مجھے شہادت کی آرزو نہ ہوتی تو میں گھوڑے پر سوار ہو کر تم سے دور چلا جاتا۔ جس طرح کہ جنوب اور شمال ایک دوسرے سے دور ہیں تم لوگ طعنہ زنی کرنے والے، عیب جو، مکار و عیار ہو، تمہاری کثرت تعداد میرے لئے قطعاً مفید نہیں۔ اس لئے کہ تمہارے دل پراگندہ و منتشر ہیں۔“

نیز: ”اے میرے حکم کی اطاعت نہ کرنے والے اور دعوت کو قبول نہ کرنے والے

---

(۱) نہج البلاغۃ ص ۱۴۱

(۲) نہج البلاغۃ ص ۱۷۶

گروہ۔ اگر تمہیں جنگ سے مہلت دی جاتی ہے تو تم لہو ولعب میں مصروف ہو جاتے ہو، اگر تمہیں ساتھ لے کر دشمن سے جنگ کی جاتی ہے تو تم بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو، تمہیں کسی صبر آزما مرحلے سے گزرنا پڑے تو تم الٹے پاؤں پھر جاتے ہو، جہاد تم پر فرض ہو چکا ہے تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو، موت کا یا ذلت ورسوائی کا؟ اگر میری موت کا دن آجائے اور بے شک وہ ضرور آئے گا تو میں تمہاری شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کروں گا۔ کیا کوئی ایسا دین نہیں جو تمہیں اکٹھا کر دے، تمہاری غیرت کو بیدار کر دے؟ کیا یہ مقام نصیحت نہیں کہ معاویہ اپنے ستمگر ساتھیوں کو بلاتے ہیں تو وہ بغیر کسی انعام واکرام کی لالچ کے لبیک کہتے ہوئے چلے آتے ہیں اور تمہاری یہ حالت ہے کہ میں تمہیں پکارتا ہوں تو متواتر پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے ہو، میرے کسی حکم پر تم کبھی خوش نہیں ہوئے، میرے توجہ دلانے پر تمہیں کبھی اکھٹا ہونے کا احساس نہیں ہوا، مجھے سب سے زیادہ اشتیاق یہ ہے کہ مجھے موت آجائے، میں نے تمہیں کتاب اللہ کا درس دیا، اس کے دلائل بیان کئے، تمہیں اس چیز کی پہچان کروائی جس کے تم منکر تھے اور وہ چیز (یعنی علوم دینیہ) تمہیں پلائی جسے تم ناگوار سمجھتے تھے۔(۱)

---

(۱) نہج البلاغۃ ص ۷۱،۷۰

دیگر ائمہ کی طرف سے شیعہ کی مذمت

نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ کے بے شمار ایسے خطبات کا ذکر ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعہ کی مذمت کی ہے اور حقیقت ہے کہ شیعہ قوم کوئی ایسا کارنامہ پیش نہیں کرسکتی جو اس بات کا ثبوت ہو کہ انہوں نے اسلام کو تو درکنار اپنے اماموں کو ہی فائدہ پہونچایا ہو۔ ہر دور میں ان کے امام اپنے شیعہ سے شاکی رہے، چنانچہ شیعہ کے ساتویں امام۔ موسیٰ کاظم کہتے ہیں:

''اگر میں اپنے شیعہ کو آزماؤں تو ثابت ہوجائے کہ زبانی جمع خرچ کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں، اگر میں ان کا امتحان لوں تو ثابت ہوجائے کہ وہ سب مرتد ہیں۔''(۱)

یہ نہایت دلچسپ نص ہے جس سے شیعہ قوم کی ساری حقیقت طشت از بام ہوجاتی ہے۔

ملا باقر مجلسی حضرت موسیٰ کاظم سے روایت کرتا ہے، انہوں نے کہا:

''میرے احکامات کی اطاعت کرنے والا عبداللہ بن یعفور کے سوا کوئی نہیں۔''(۲)

حضرت حسنؓ شیعہ قوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت معاویہ ان لوگوں سے بہت بہتر ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ شیعہ کہلانے والے ان لوگوں نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا مجھ سے میرا مال چھین لیا اللہ کی قسم! حضرت معاویہ سے صلح کر کے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان بچانا اس بات سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے اور میرے اہل وعیال کو قتل کردیں۔

اگر میں حضرت معاویہ کے خلاف صف آراء ہوجاتا تو یہ (شیعہ) غدار بن کر مجھے اپنے ہاتھوں سے حضرت معاویہ کے سپرد کردیتے، چنانچہ میں نے سمجھا کہ باعزت طور پر معاویہ سے صلح کرلینا قید کی حالت میں مرنے سے بہتر ہے۔(۳)

اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''عرفت اهل الكوفة (اى شيعته و شيعة ابيه.) و بلوتهم ولا يصلح

(۱) کتاب الروضة من الکافی از کلینی ج۸ ص ۱۰۷ مطبوعہ ہند

(۲) مجالس المؤمنین المجلس الخامس ص ۱۴۴ مطبوعہ ایران

(۳) کتاب الاحتجاج از طبرسی صفحہ ۱۴۸

لی منھم من کان فاسدا انھم لاوفاء لھم ولا ذمة فی قول ولا فعل، وانھم لمختلفون ویقولون لنا ان قلوبھم معنا و ان سیوفھم لمشھورة علینا." (۱)

"میں نے کوفہ والوں کو آزمایا ہے، وہ سب کے سب بے وفا، بدعہد اور منافق لوگ ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں جب کہ ان کی تلواریں ہمارے خلاف سونتی ہوئی ہیں۔"

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب کوفہ کے شیعوں نے دھوکہ دیا اور کوفہ میں بلا کر انہیں دشمنوں کے سپرد کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

" تبا لکم ایتھا الجماعة...... الخ "(۲)

یعنی "اے کوفے کی جماعت! ہلاکت اور تباہی بربادی تمہارا مقدر بنے، تم نے ہمیں بڑی عقیدت کے ساتھ بیعت کے لئے بلایا، ہم چلے آئے، یہاں آ کے ہم نے دیکھا کہ تم نے ہمارے خلاف تلواریں سونت رکھی ہیں اور تم ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل چکے ہو، حالانکہ نہ ہمارے دشمنوں نے تم سے کوئی نیکی کی کہ تم ان کا ساتھ دو اور نہ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی برائی کی کہ تم ہمارے خلاف ہو جاؤ، ہماری تلواریں نیاموں میں تھیں، تم نے انہیں بے نیام کروا دیا فضا پرامن تھی تم نے اس میں جنگ وجدال کا ماحول پیدا کر کے آلودہ کیا، ہمارا قطعاً جنگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا، تم نے ہمیں اس پہ مجبور کیا، تم نے جلد بازی کی اور خود ہمارے پروانے ظاہر کر کے ہماری بیعت کی، پھر تم نے حماقت اور بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بیعت کو توڑ دیا اور ہمارے خلاف محاذ آراء ہو گئے، اللہ کرے تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔"

اس طرح کے بہت سے ایسے اقوال شیعہ کتابوں میں مل جاتے ہیں جن میں ان کے "معصوم اماموں" نے اپنے پیروکاروں کی مذمت کی ہے اور نہیں خیانت، بددیانتی اور بزدلی جیسی صفات سے مطعون کیا ہے۔ شیعہ قوم نے ان طعنوں سے فرار حاصل کرنے کے لئے یہ عقیدہ وضع کیا کہ یہ تمام اقوال مبنی بر تقیہ تھے۔ اماموں کی رائے شیعوں کے خلاف نہیں تھی مگر تقیہ کی بنا پر انہیں مجبوراً ایسا کہنا پڑا، جس طرح کہ ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی مدح سرائی میں اقوال منقول ہیں اور ان کا سبب بھی تقیہ ہی ہے۔

(۱) کتاب الاحتجاج از طبرسی صفحہ ۱۴۹ (۲) کتاب الاحتجاج از طبرسی صفحہ ۱۴۵

کتب شیعہ میں مدحِ صحابہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں جیسی ہستیاں چشم فلک نے نہیں دیکھی ہوں گی۔ ان کے دن اللہ کے دشمنوں سے جہاد اور راتیں اللہ کے حضور قیام میں گزرتی تھیں۔ روزحشر کی ہولناکیوں کے خوف سے ان کے جسم لرزاں رہتے۔ ان کی مبارک پیشانیوں کا نشان کثرت سجود کی غمازی کرتا تھا، جب اللہ کی نعمت ونقمت کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے اور ان کے گریبان بھیگ جاتے، قہر خداوندی کے تصور سے ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہوجاتی اور ثواب ورحمت کی امید سے سرسبز وشاداب شجر کی مانند لہرا اٹھتے۔'' (۱)

اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کے سرخیل اور سب سے افضل مسلمان ابوبکر صدیقؓ اور پھر ان کے جانشین عمر فاروقؓ تھے۔ رب کعبہ کی قسم! اسلام ان دونوں شخصیات کی عظمتوں کا معترف ہے انہوں نے اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی مشکل کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔'' (۲)

کلینی شیعہ راوی ابوبصیر سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا:

''میں ایک دن امام صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بڑی فصیح وبلیغ گفتگو کی، اس نے دوران گفتگو امام علیہ السلام سے ابو بکرؓ وعمرؓ کے متعلق بھی پوچھا۔ آپ نے فرمایا ''تولیھما'' ان دونوں سے بغض وعداوت کے

---

(۱) نہج البلاغۃ ص ۱۴۳ ۔ خطبۂ علیؓ مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۱۳۸۷ھ

(۲) شرح نہج البلاغۃ از میثم البحرانی ج ۱ ص ۳۱ مطبوعہ ایران۔

بجائے) محبت کرو۔ وہ عورت کہنے لگی: میں قیامت کے دن اپنے رب سے کہہ دوں کہ آپ نے مجھے ان کا احترام کرنے کا حکم دیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔(۱)

مشہور شیعہ علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب ''کشف الغمۃ'' میں لکھتا ہے:

''امام باقر علیہ السلام سے تلوار کے دستے کو مزین و آراستہ کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: جائز ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنی تلوار کے دستے کو چاندی سے آراستہ کیا تھا۔ سائل نے کہا آپ بھی ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں؟

"فقال نعم، الصديق، فمن لم يقل له الصديق، فلا صدق الله قوله في الدنيا والأخرة."(۲)

''فرمایا ہاں وہ صدیق تھے، ہاں وہ صدیق تھے، جو آپ کو صدیق نہیں کہتا اللہ دنیا میں اس کی کوئی بات سچی کرے نہ آخرت میں۔''

قرآن مجید کے مطابق نبی کے بعد صدیق کا رتبہ ہے،

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا.(۳)

اس آیت میں انبیائے کرام کے بعد صدیقین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شہداء اور صالحین کا۔

---

(۱) كتاب الروضة من الكافي للكليني ص ۲۹ مطبوعه هند

(۲) كشف الغمة في معرفة الائمة، للاردبيلي، ج۲ ص ۱٤۷

(۳) النساء: ٤/٦٩

خلفاءِ راشدین کی خلافت کا اعتراف

شیعہ کتب میں حضرت علی رضی اللہ اور دیگر اماموں کی طرف سے خلافت صدیق و فاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم کا اعتراف مذکور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"فلقد قوم الاود، وداوی العمد، واقام السنة وخلف الفتنة، ذهب نقی الثوب، قليل العيب، اصاب خيرها وسبق شرها، ادى الى الله طاعتهٔ. واتقاه بحقه.(۱)

"انہوں نے کجی کو سیدھا کیا (یعنی جتنے فتنوں نے بھی سر اٹھایا اس کا استیصال کیا) اور بڑی کامیاب سیاست کی، سنت کو زندہ رکھا اور دین کے خلاف سازشوں کی سرکوبی کی، وہ دنیا سے پاک صاف ہوکر گئے، انھوں نے خیر کو حاصل کیا اور شر سے محفوظ رہے اور اللہ کی اطاعت اور تقویٰ کا حق ادا کیا۔"

اسی طرح جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ سے رومیوں کے ساتھ جہاد میں اپنی شرکت کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"انک متی تسر الیٰ هٰذا العدو بنفسک فتلقهم فتنكب لاتكن للمسلمين كانفة دون اقصى بلادهم، ليس بعدک مرجع يرجعون اليه، فابعث اليهم رجلاً مجربا واحفز معه اهل البلاء والنصيحة، فان اظهر الله فذک ما تحب وان تکن الاخریٰ كنت ردأ للناس ومثابة للمسلمين."(۲)

"آپ خود تشریف نہ لے جائیں بلکہ کسی تجربہ کار شخص کی سپہ سالاری میں لشکر روانہ کردیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمادیا تو یہی آپ کی خواہش ہے، اگر خدانخواستہ شکست

---

(۱) نهج البلاغة ص ۳۵۰

(۲) نهج البلاغة ص ۱۹۳، مطبوعه بيروت

ہوگئی تو آپ کا وجود مسلمانوں کے لئے حوصلے کا باعث ہوگا۔آپ کی عدم موجودگی میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو مسلمانوں کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہو۔

اس سے بھی زیادہ وضاحت نہج البلاغۃ کی اس نص میں ہے، حضرت علی رضی اللہ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

"إن هٰذا الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة، وهو دين الله الذى اظهره، وجنده الذى اعده وامده حتىٰ بلغ ما بلغ و طلع حيث طلع، ونحن علىٰ موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده ومكان القيم بالامر مكان النظام من الخرز يجمعه ويضمه، فان انقطع النظام تفرق الخرز وذهب ثم لم يجتمع لحذا فيره ابدا. والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام، عزيزون بالاجتماع فكن قطبا......فانك ان شخصت من هٰذه الارض انتفضت عليك العرب من اطرافها واقطارها، حتى يكون ما تدع وراءك من العورات اهم اليك مما بين يديك."(۱)

''مسلمانوں کی فتح وشکست قلت وکثرت میں نہیں بلکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ دین اسلام کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اللہ کا یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔آپ خود تشریف نہ لے جائیں کیونکہ آپ کی حیثیت ہار کے اس دھاگے کی سی ہے جس میں موتیوں کو پرودیا جاتا ہے۔اگر دھاگہ ٹوٹ جائے تو موتی بکھر جاتے ہیں۔مسلمانوں کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر انہیں ایمان کی قوت ہی کافی ہے۔آپ چکی کا قطب ہیں جس کے گرد چکی گھومتی ہے آپ قائم رہیں گے تو چکی گھومتی رہے گی۔اگر آپ بنفس نفیس میدان جنگ میں شرکت کیلئے چلے گئے تو دشمن یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی بنیاد اور مرکز ہیں، انہیں ختم کردیا جائے تو مسلمانوں کو آسانی سے شکست دی جاسکتی ہے اور وہ یہ سوچ کر آپ پر پوری شدت سے حملہ آور ہوں گے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ کا مدینہ میں رہنا میدان جنگ میں جانے سے بہتر ہے۔

---

(۱) نهج البلاغة ص ۲۰۳،۲۰۴ مطبوعه بيروت

اسی طرح آپ نے امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

"ان الناس ورائی وقداستنفرونی بینک وبینهم، و واللہ ماادری ما اقول لک، ما اعرف شیئا تجهله، ولا ادلک علیٰ امر لا تعرفه، انک لتعلم ما نعلم، ما سبقناک الیٰ شئ فنخبرک عنه، ولا خلونا بشئ فنبلغکه، وقد رأیت کمارأینا وسمعت کما سمعنا وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما صحبنا، وما ابن ابی قحافة ولا ابن الخطاب باولیٰ لعمل الحق منک، وانت اقرب الیٰ ابی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وشیجة رحم منهما، وقد تلت من صهره مالم ینالا.(۱)

"لوگوں نے میرے اور آپ کے درمیان اختلاف ونفرت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے انہوں نے آپ کے خلاف مختلف شکایات کی ہیں، مگر میں آپ سے کیا کہہ سکتا ہوں۔ جو ہم جانتے ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں ہمارے پاس کوئی ایسی امتیازی چیز نہیں جس سے آپ کو باخبر کرنے کی ضرورت ہو، جو کچھ ہم نے سنا وہ آپ نے بھی سنا جو کچھ ہم نے دیکھا وہ آپ نے بھی دیکھا جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اسی طرح آپ بھی، ایک لحاظ سے آپ کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بھی زیادہ فضیلت حاصل ہے اور وہ یہ کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے جب کہ ان دونوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت کا اقرار واعتراف کرتے ہوئے امیر معاویہ کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

" انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علیٰ مابایعوهم علیه ....، وانما الشوریٰ للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل وسموه اماما کان ذٰلک للہ رضی، فان خرج عن امرهم خارج بطعن او

(۱) نهج البلاغة ص ۲۳٤

بدعة ردوه الیٰ ما خرج منه فان ابیٰ قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین وولاه الله ما تولیٰ.(۱)

''یعنی میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی ...... شوریٰ کا حق مہاجرین وانصار کو حاصل ہے، اگر وہ کسی کو شخص اپنا امام وسربراہ بنالیں تو اسی میں اللہ کی رضا ہے اور اگر کوئی مہاجرین وانصار کے بنائے ہوئے اس امام کی امامت کو تسلیم نہیں کرتا تو اسے مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کی جائے گی کیونکہ وہ مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر علیحدگی کا راستہ اختیار کرنا اور انتشار پھیلانا چاہتا ہے۔''

یہ نص اس قدر واضح ہے کہ اگر اس پہ ذرا سا بھی غور کرلیا جائے تو خلافت کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے، اس نص میں حضرت علی نے وضاحت کی ہے کہ خلافت وامامت کا انعقاد نص وتعیین کے ذریعہ نہیں (Nominatin) کے ذریعے نہیں بلکہ انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے اور یہ اختیار مہاجرین اور انصار کو ہے وہ جسے مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کرلیں اس کی بیعت ضروری ہے۔ جبکہ شیعہ دین میں کسی کو خلیفہ وامام بنانے کا اختیار بندوں کے پاس نہیں بلکہ اللہ کے پاس ہے۔ چنانچہ شیعہ کے نزدیک خلافت وامامت حضرت علی رضی اللہ کا حق اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نص کے ذریعے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد شیعہ موقف کے واضح تردید کررہا ہے۔

شیعہ مفسر علی بن ابراہیم قمی لکھتا ہے:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ (آپ کی زوجہ مطہرہ) سے کہا، میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد تیرے والد (یعنی عمرؓ) حفصہؓ نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا اللّٰہ اخبرنی ۔ مجھے اللہ نے بتلایا ہے۔

اسی طرح نہج البلاغۃ کی ایک اور واضح عبارت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت وامامت کو منصوص نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے

(۱) نہج البلاغة ص ۳۶۶،۳۶۷

بعد جب آپ کو خلیفہ بننے کی پیشکش کی گئی تو آپ رضی اللہ نے فرمایا:

دعنی والتمسوا غیری ...... الخ

مجھے خلیفہ وامام بنانے اور میری بیعت کرنے کی بجائے کسی اور کو تلاش کرو جس کو تم خلیفہ بناؤ گے میں اس کی اطاعت تم سے بھی زیادہ کروں گا۔

وأنا لکم وزیرا خیر لکم من امیر .(۱)

یعنی تمہارے لئے خلیفہ بننے کی نسبت میرا وزیر بننا بہتر ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی خلافت منصوص من اللہ نہیں جیسا کہ شیعہ قوم کا عقیدہ ہے ورنہ آپ رد نہ کرتے کیوں کہ شیعہ دین میں خلافت نبوت کی طرح ہے تو جس طرح نبوت رد نہیں ہوسکتی خلافت وامامت بھی رد نہیں ہوسکتی۔

اس نص سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت تک خلیفہ نہیں تھے کیونکہ آپ کا ارشاد ہے:

جس کو تم خلیفہ بناؤ گے میں اس کی اطاعت کروں گا اگر خلافت آپ کا شرعی حق ہوتی تو آپ یہ نہ فرماتے ''جس کو تم خلیفہ بناؤ گے'' بلکہ فرماتے: اللہ نے مجھے مسلمانوں کا خلیفہ اور امام بنایا ہے تم پر میری اطاعت فرض ہے۔

نیز: ''خلیفہ بننے کی نسبت میرا وزیر بننا بہتر ہے، یہ الفاظ بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپؓ شہادت عثمان کے وقت خلیفہ نہ تھے اور اپنی خلافت کو اہل حل وعقد کی بیعت پر موقوف سمجھتے تھے۔

ثابت ہوا کہ انعقاد خلافت کا انحصار اہل حل وعقد پر ہے اور یہ کہ نہ حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل ہیں اور نہ خلافت منصوص من اللہ ہے۔

---

(۱) نہج البلاغة ص ۱۳۶

قرآن مجید میں تحریف

شیعہ قوم کے نزدیک قرآن مجید اصلی شکل میں محفوظ نہیں بلکہ ان کے عقیدے کے مطابق اس کی بہت سی آیات میں تبدیلی کردی گئی ہے اور قرآن مجید کا ایک بہت بڑا حصہ حذف کردیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں۔

اصول کافی میں ابوبصیر سے مروی ہے، وہ کہتا ہے کہ:

''میں جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا میں نے کہا: آپ پر قربان جاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں امام نے فرمایا: یہاں کوئی ہے تو نہیں جو میری بات سنے؟ راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق نے وہ پردہ اٹھا کر دیکھا جو ان کے اور دوسرے گھر کے درمیان تھا فرمایا: جو تمہارے دل میں ہے بلا جھجک پوچھو۔ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں آپ کے شیعہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک دروازے کی تعلیم دی کہ جس سے ہزار دروازے آپ پر کھلتے تھے؟ امام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک ہزار دروازے کی تعلیم دی جن میں سے ہر ایک سے دو ہزار دروازے آپ پر کھلتے تھے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! بہت بڑا علم ہے۔

امام صاحب نے ایک لمحہ کے لئے ہاتھ سے زمین کو کریدا پھر فرمایا: بیشک یہ علم ہے اور اس قدر نہیں جتنا تو نے خیال کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ہمارے پاس جامعہ ہے اور مخالفین کو کیا علم کہ جامعہ کیا علم ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں جامعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کا لکھا ہوا ہے۔ اس جامعہ میں ہر حلال وحرام کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اس میں ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ خراش بدن کی دیت بھی اس میں ہے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مجھ پہ مارا اور فرمایا: کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں

میں تو آپ کے لئے ہوں ۔آپ کریں جو چاہیں۔ پھر امام نے اپنے ہاتھ سے مجھے ٹٹولا اور فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کی دیت گویا آپ غضبناک ہیں، میں نے عرض کیا اللہ کی قسم یہ علم ہے تو آپ نے فرمایا: بے شک یہ علم ہے اور اس قدر نہیں جتنا تو نے خیال کیا، پھر ایک لحہ کے لئے خاموش رہے اور فرمایا: ہمارے پاس جفر ہے اور مخالفین کو کیا خبر کہ جفر کیا ہے ۔جفر ایک چمڑے کا صندوق ہے جس میں نبیوں اور وصیوں اور بنی اسرائیل کے علماء کا علم ہے۔ پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور مخالفین کو کیا خبر کہ مصحف فاطمہ کیا ہے ۔فرمایا: وہ ایک مصحف ہے جس میں تمہارے اس قرآن کی مثل تین گنا ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ۔(۱)

تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی شیعہ روایات ایک یا دو نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو شیعہ قوم کی تفسیر، حدیث اور فقہ و تاریخ کی کتب میں پھیلی ہوئی ہیں۔

شیعہ محدث صفار (جو کہ کلینی کا استاد ہے) کی کتاب بصائر الدرجات میں حضرت باقر سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ: اے لوگو! میں تمہارے پاس تین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔ ۱-قرآن مجید، ۲-اہل بیت، ۳-کعبہ۔

یہ اللہ کی طرف سے مقدس شعائر ہیں تم ان کی حفاظت کرنا۔

حضرت باقر فرماتے ہیں:

مگر افسوس! انہوں نے قرآن مجید میں تبدیلی کر دی ۔کعبہ کو منہدم کر دیا۔ اور اہل بیت کو قتل کر ڈالا۔ (۲)

اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ کلینی اپنی کافی میں روایت کرتا ہے:

"حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام نے علی بن سوید کو خط لکھا کہ جس میں اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

(۱) اصول کافی کتاب الحجہ ج ۱ ص ۲۳۹ (۲) بصائر الدرجات ج ۸ الباب السابع عشر

"جو شیعہ نہیں اس کے دین سے محبت نہ رکھو کیونکہ وہ خائن ہیں۔ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے اور کیا تجھے معلوم ہے کہ انھوں نے امانتوں میں خیانت کیسے کی؟

ائتمنوا علیٰ کتاب اللّٰہ فحرّفوہ و بدّلوہ۔

"انہیں قرآن مجید امانتاً سپرد کیا گیا انہوں نے اس میں تحریف کر دی اور اسے بدل ڈالا۔" (۱)

"ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت تلاوت کی " ھذا کتاب اللّٰہ ینطق علیکم بالحق " یہ اللہ کی کتاب ہے تمہارے خلاف کہتی (گواہی دیتی) ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کتاب کیسے بول سکتی ہے؟ یہ اصل میں صیغہ مجہول کے ساتھ ہے "یُنْطَقُ" یعنی اس سے ٹھیک ٹھیک کہلوایا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں ہم تو اسے یَنْطِقُ پڑھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جبریل امین نے تو رسول خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا مگر یہ ان مقامات میں سے ہے جن میں تحریف کر دی گئی ہے۔" (۲)

شیعہ عالم ابن بابویہ قمی جسے شیعہ قوم صدوق کے لقب سے موسوم کرتی ہے اپنی کتاب "الخصال" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قیامت کے دن قرآن مجید، مسجد اور عترت (اہل بیت) اللہ کے حضور اپنی شکایت لے کر آئیں گے۔ قرآن کہے گا: اے اللہ انہوں نے مجھے بدل ڈالا اور میرے ٹکڑے کر دیئے. (۳)

عقیدۂ امامت

شیعہ مذہب کے مطابق بارہ اماموں کی امامت پر ایمان لانا بنیادی عقائد میں شامل ہے، ان کے نزدیک اگر کوئی شخص اس عقیدے پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ شیعہ قوم کے ہاں ایمان بالامامت ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی مانند ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہ ایمان لانا اور ان کی

---

(۱) الکافی کتاب الروضۃ ج ۸ ص ۱۲۵۔ مطبوعہ طہران (۲) کتاب الروضۃ من الکافی ج ۸ ص ۵۰

(۳) کتاب الخصال لابن بابویہ القمی ص ۸۳۔ مطبوعہ ایران۔

اطاعت کرنا فرض ہے۔اسی طرح بارہ اماموں کی امامت پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔چنانچہ کلینی شیعہ راوی ابوالحسن عطار سے روایت کرتا ہے کہ:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام اور رسول اطاعت کے لحاظ سے برابر ہیں'' (۱)

اسی طرح کافی ہی کی روایت ہے:

''امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:''نحن الذین فرض اللّٰہ طاعتنا ...... الخ'' اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت لوگوں پر فرض کی ہے،ہمیں نہ جاننے والے کا عذر قابل قبول نہ ہوگا، ہماری معرفت (پہچان) ایمان اور ہمارا انکار کفر ہے۔جو ہمارا منکر ہے وہ گمراہ ہے۔(۲)

حضرت باقر سے روایت کرتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کی معرفت اس وقت تک کافی نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو۔ اسی طرح اللہ کی عبادت بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو۔امام کی پہچان کے بغیر عبادت کرنے والا حقیقت میں غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یوں ہی گمراہی میں اپنی محنت ضائع کرتا ہے۔(۳)

کلینی حضرت باقر سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت یعنی امامت '' ولم یناد بشئ مانودی بالولایۃ '' اور اسلام میں جتنا زور اماموں کی امامت وولایت پر ایمان لانے کے اوپر دیا گیا ہے اتنا زور کسی بھی رکن اسلام پر نہیں دیا گیا'' (۴)

شیعہ محدث صفار جو کلینی کا استاد بھی ہے اپنی کتاب ''بصائر الدرجات'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میری ولایت آسمان والوں اور زمین والوں پہ پیش کیا جس کو اس پر ایمان لانا تھا وہ ایمان لایا اور جس کی قسمت میں انکار تھا اس نے انکار کیا۔

---

(۱) اصول کافی باب فرض طاعۃ الائمۃ ج ۱ ص ۱۸۶۔ (۲) ایضاً ص ۱۸۷

(۳) کتاب الحجۃ من الکافی باب معرفۃ الامام ج ۱ ص ۱۸۱ (۴) الکافی فی الاصول کتاب الایمان والکفر ج ۲ ص ۱۸۔

"انکرھا یونس فحبسه الله فی بطن الحوت حتی اقر بها" میری ولایت کا یونس نبی نے۔عیاذاً باللہ۔انکار کیا تو اللہ نے انہیں (بطور سزا) مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حتی کہ وہ میری ولایت پر ایمان لائے۔"(۱)

شیعہ قوم کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے ذرا سی بھی شرم محسوس نہ ہوئی اور آپ علیہ السلام پر یہ الزام لگا دیا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس پر آپ کو یہ سزا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں قید رکھا،اور چالیس دن کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کی امامت کو تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے مچھلی کے پیٹ سے آزاد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

متعہ

شیعہ حضرات کے نزدیک متعہ نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ضروری ہے اور جواز متعہ کا عقیدہ نہ رکھنے والا شیعیت سے خارج ہے۔

یہ لوگ ایک روایت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: "متعہ کا حکم قرآن میں نازل ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) میں بھی آیا ہے۔"(۲)

اسی طرح علیؓ بن ابی طالب کی طرف یہ جھوٹی بات منسوب کی ہے کہ آپ نے کہا:"اگر خطاب کا بیٹا یعنی عمر مجھ سے پیشتر نہ ہوتا تو بدبخت کے سوا کوئی بھی زنا نہ کرتا۔"(۳)

اس سلسلے میں ان لوگوں نے ایک دلچسپ روایت بیان کی ہے،جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کے سینوں میں کیا چیز چھپی بیٹھی ہے۔

اس روایت کو بیان کرنے والا قومِ شیعہ کا بہت بڑا محدّث محمد بن یعقوب کلینی ہے جو

---

(۱) بصائر الدرجات للصفار ج ۲ باب ۱۰۔مطبوع ایران۔ (۲) الاستبصار للطوسی ج ۳ ص ۱۴۲ باب تحلیل المتعہ
(۳) البرہان فی تفسیر القرآن ج ۱ ص ۳۶۰

قریش کے کسی آدمی کے واسطے سے یہ روایت نقل کر رہا ہے، کہتا ہے۔

میری پھوپھی کی بیٹی نے میرے پاس پیغامِ متعہ بھیجا، وہ بہت مالدار تھی، (اس نے مجھ سے کہا) تو جانتا ہے کہ بہت سے مرد میرے متعلق پیغام بھیج چکے ہیں لیکن میں نے اُن سے شادی نہیں کی، تیرے پاس پیغام میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ مجھے مردوں کی رغبت ہے، صرف اسے لئے پیغام بھیجا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ نے متعہ کو اپنی کتاب میں حلال کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیث میں اسے بیان کر دیا تھا لیکن پھر زفر نے اسے حرام کر دیا (حاشیہ میں تصریح کر دی گئی ہے کہ زفر سے مراد عمر ہے) میں چاہتی ہوں کہ خدائے برتر و بزرگ کی اطاعت کروں، رسول اللہ کی اطاعت کروں اور زفر کی حکم عدولی کروں۔ چنانچہ تو مجھ سے متعہ کر، میں نے اس سے کہا: ذرا ٹھہر، میں ابوجعفر علیہ السلام کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مشورہ کرتا ہوں، میں ان کے پاس گیا اور انھیں یہ بات بتائی، آپ نے کہا: کر گزر، خدا اس شادی کی وجہ سے تم دونوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔'' (۱)

اس بُرے کام پر لوگوں کو باقاعدہ پُر زور طریقے سے برانگیختہ کیا جاتا ہے، اور ترغیب کے لئے جعفر بن محمد باقر کی طرف نسبت کر کے یہ قول بیان کیا جاتا ہے:

''جس نے ہماری باکرہ لڑکیوں کو پناہ نہ دی اور متعہ کو جائز نہ سمجھا، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۲)

متعہ ہر عورت سے ہوسکتا ہے

جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے کہا: ''کوئی آدمی اگر کسی مجوسیہ (آتش پرست عورت) سے متعہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔'' (۳)

اسی طرح ابوالحسن رضا سے نقل کردہ روایت کے مطابق یہودیہ اور نصرانیہ سے متعہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔'' (۴)

---

(۱) الفروع من الکافی للکلینی باب النوادر ج ۵ ص ۴۶۵

(۲) کتاب الصافی للکاشانی ج ۱ ص ۳۴۷

(۳) تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۶

(۴) کتاب شرائع الاسلام ص ۱۸۴

فاجرہ سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ ان کے عقیدے کے مطابق ''اس سے آدمی گناہوں سے بچتا ہے۔''(۱)

دو حیران کن روایتیں ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے متعہ کی حقیقت کا پتہ چل سکے گا، ان روایتوں کو طوسی اور ان کے دوسرے محدثین نے بھی بیان کیا ہے۔

ایک روایت محمد بن راشد کے غلام فضل سے مروی ہے کہ ''اس نے جعفر سے کہا: میں نے ایک عورت سے متعہ کا نکاح کیا، میرے دل میں کھٹکا ہوا کہ اس کا کوئی اور شوہر بھی ہے، میں نے تحقیق کی تو مجھے اس کا شوہر مل گیا۔ اس پر جعفر نے کہا، تو نے تحقیق کیوں کی۔''(۲)

اس کے بعد کہا: ''تیرے ذمے یہ ضروری نہیں، تجھ پر تو صرف یہ ہے کہ تُو اس کو اس کی اجرت دے دے۔''(۳)

دوسری روایت کلینی نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا: میں نے ابو عبداللہ سے بیان کیا: ''میں کسی راستے میں تھا کہ میں نے ایک خوبصورت عورت دیکھی، کیا معلوم کہ وہ شوہر والی تھی یا زنا کار تھی؟ آپ نے کہا: یہ تحقیق کرنا تجھ پر ضروری نہیں، تجھ پر تو بس یہ ضروری ہے کہ تو اسے اس کے نفس کی قیمت دے دے۔''(۴)

ایک دفعہ یہ سوال جعفر بن باقر سے پوچھا گیا تھا کہ: ''کیا ہاشمی عورت سے متعہ جائز ہے؟'' اس پر آپ نے کہا تھا کہ: ''ہاشمی عورت سے متعہ کیا جا سکتا ہے۔''(۵)

ایک دفعہ آپ نے تردید بھی کی ہے۔ سب شیعہ محدثین نے اس روایت کو نقل کیا ہے:

''عبداللہ بن عمر لیثی ابوجعفر کے پاس آئے اور آپ سے کہا: عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے کہا: ''خدا نے اسے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی زبان سے حلال قرار دیا ہے چنانچہ یہ قیامت تک حلال رہے گا، اس پر آپ نے کہا: اے ابوجعفر، آپ جیسا آدمی بھی یہ کہہ رہا ہے؟ حالانکہ عمر نے اس سے روکا اور اس کو حرام قرار دیا ہے۔

---

(۱) تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۳ (۲) ایضا (۳) الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۶۲

(۴) الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۶۲ (۵) تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۷۲

آپ کہنے لگے، اگر چہ اس نے ایسا کیا ہے، وہ کہنے لگے: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اس چیز کو حلال کرے جسے عمر نے حرام کیا ہے، راوی کہتا ہے، آپ نے اس سے کہا: تو پھر تو اپنے ساتھی کی بات پر قائم رہ اور میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو تسلیم کروں گا۔ بات وہی معتبر ہوگی جو رسول اللہ ﷺ نے کہی ہے تیرے ساتھی کی بات غلط ہے، راوی کہتا ہے، اس پر عبداللہ بن عمیر آگے بڑھے اور کہنے لگے، کیا تو پسند کرے گا کہ تیری عورتوں، بیٹیوں بہنوں اور چچا زاد بہنوں کے ساتھ کوئی متعہ کرے؟ راوی کہتا ہے: جب اس نے آپ کی عورتوں اور چچا کی بیٹیوں کا ذکر کیا تو ابوجعفر نے آپ سے منہ پھیر لیا۔''(۱)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹی بچی سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے۔

''جب پوچھا گیا کہ کیا آدمی بچی سے متعہ کر سکتا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ہاں، کر سکتا ہے مگر یہ کہ بچی اتنی چھوٹی نہ ہو جو دھوکہ کھا جائے، راوی کہتا ہے، میں نے پوچھا، خدا آپ کی اصلاح کرے، کیا حد ہے کہ جس حد تک پہنچ کر لڑکی دھوکہ نہیں کھا سکتی؟ آپ نے کہا: دس سال۔''(۲)

یہ ہے شیعہ حضرات کا وہ متعہ جسے وہ فرض و واجب قرار دے رہے ہیں اور جس کے بارے میں ان لوگوں نے جھوٹی آیات و احادیث گھڑ کر نبی ﷺ اور آپ کی آل کی طرف منسوب کر دی ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ یہ لوگ اس طرح کی جھوٹی روایات بیان کر کے کس طرح برائیوں اور منکرات کے دروازے کھول رہے ہیں۔

---

(۱) الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۴۹ (۲) الاستبصار للطوسی ج ۳ ص ۱۴۵

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی کی نئی مطبوعات
2005.2006

نمبر	نام کتاب	مصنف/مرتب/مترجم	صفحات	قیمت
1	قبے اور مزارات کی تعمیر کی شرعی حیثیت	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری	104Pg	40/=
2	انکار حدیث حق یا باطل حیدرآباد	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری	96Pg	32/=
3	رزم حق و باطل (روداد مناظرہ بنارس)	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری	48Pg	86/=
4	محشر میں کیا ہوگا؟	مولانا نیاز احمد طیب پوری	160Pg	48/=
5	آیئے قادیانیت کو پہچانیں	علامہ احسان الٰہی ظہیر	64Pg	26/=
6	بریلوی عقائد	علامہ احسان الٰہی ظہیر	112Pg	26/=
7	بریلوی تعلیمات	علامہ احسان الٰہی ظہیر	48Pg	16/=
8	بانی بریلویت کون اور کیا تھے؟	علامہ احسان الٰہی ظہیر	80Pg	22/=
9	بریلوی تعلیمات اور افسانوی حکایات	علامہ احسان الٰہی ظہیر	32Pg	14/=
10	بریلویت اور تکفیری فتوے	علامہ احسان الٰہی ظہیر	64Pg	18/=
11	کتاب الصلوۃ ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	64Pg	28/=
12	اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	128Pg	40/=
13	قرآن کریم کے بارے میں شیعہ کا موقف ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	80Pg	34/=
14	شیعہ مذہب کی حقیقت ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	80Pg	32/=
15	صحابہ وخلفاء کے بارے میں شیعہ کا موقف ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	208Pg	75/=
16	حقوق و معاملات (جدید کتابت) ☆	مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری	256Pg	98/=
17	العلم والعلماء (جدید کتابت)	مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری	178Pg	36/=
18	حقائق اسلام اور سائنس	مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری	72Pg	30/=
19	اتباع رسول	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	48Pg	16/=
20	کیا اللہ تک پہونچنے کے لئے وسیلہ	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	48Pg	18/=
21	احکام اسلام کی حکمتیں ☆	علامہ ابن قیم الجوزیہ	64Pg	26/=

22	مسئلہ امام مہدی آخر الزماں	مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی	128Pg	50/=
23	اسلامی معاشرت	حافظ صلاح الدین یوسف	178Pg	56/=
24	عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت	حافظ صلاح الدین یوسف	48Pg	18/=
25	یا اللہ کرمدد	حافظ صلاح الدین یوسف		32/=
26	مروجہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب	حافظ صلاح الدین یوسف	48Pg	18/=
27	رسومات محرم اور سانحۂ کربلا ☆	حافظ صلاح الدین یوسف	176Pg	75/=
28	زکوٰۃ، عُشر، صدقۃ الفطر احکام و مسائل ☆	حافظ صلاح الدین یوسف	144Pg	54/=
29	عورتوں کے امتیازی مسائل ☆	حافظ صلاح الدین یوسف	320Pg	112/=
30	اور شرک سے میں نے توبہ کی	علامہ امیر حمزہ ہمدانی	64Pg	16/=
31	جنت کا بیان	مولانا اقبال صاحب کیلانی	220Pg	66/=
32	جہنم کا بیان	مولانا اقبال صاحب کیلانی	224Pg	66/=
33	توحید کے آنسو	مولانا اقبال صاحب کیلانی	104Pg	28/=
34	ہماری دعوت کتاب و سنت	مولانا اقبال صاحب کیلانی	80Pg	22/=
35	شفاعت اور وسیلہ کا صحیح اسلامی تصور	مولانا اقبال صاحب کیلانی	56Pg	18/=
36	بدعت کی حقیقت ☆	علامہ ابن باز وغیرہ	288Pg	98/=
37	حلالہ کے نام پر............	مولانا ابوشر صبیل صاحب	190Pg	56/=
38	اور میں مر گیا	مولانا سلیم رؤف صاحب	48Pg	16/=
39	صوفی ازم اور اسلام	مولانا معراج ربانی مدنی	80Pg	22/=
40	پانچ مذاہب	مولانا معراج ربانی مدنی	112Pg	26/=
41	چار امام (ابوحنیفہ، شافعی، مالکی، حنبلی)	مولانا معراج ربانی مدنی	زیر طبع	
42	عقیدۂ امام ابوحنیفہ	مولانا معراج ربانی مدنی	زیر طبع	
43	تحریک اہل حدیث مفہوم اور تقاضے	ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری	80Pg	18/=

44	شریعت اور طریقت ☆	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی	528Pg	198/=
45	حقیقة الفقه (تحقیق شدہ اڈیشن)	مولانا محمد یوسف جے پوری	320Pg	156/=
46	عیسائیت تحلیل وتجزیہ ☆	مولانا ساجد میر	480Pg	175/=
47	اسلام کا نظام میراث اور یتیم پوتے.... ☆	مولانا مظہر علی مدنی	48Pg	18/=
48	مثالی اور معیاری خاتون بنیں	مولانا عبدالغفار رحمانی	120Pg	35/=
49	لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے	مولانا ضیاء الحسن بن محمد سلفی	112Pg	20/=
50	نذر کی شرعی حیثیت	مولانا محمد سمیع اللہ سلفی	80Pg	34/=
51	دفاع فضائل اعمال کا تحقیقی جائزہ	مولانا محمد اعظمی/مولانا مجیب الغفار	64Pg	26/=
52	فضیلت فلسطین (حیدرآباد) 40% ☆	مولانا حافظ محمد اسحاق زاہد	152Pg	60/=
53	فضائل قرآن	شیخ محمد بن عبدالوہاب	48Pg	16/=
54	اپنا عقیدہ صحیح کیجئے	شیخ جمیل زینو	48Pg	16/=
55	شرح البلاغة الواضحة (اردو) ☆	مولانا ضیاء الحسن سلفی	384Pg	150/=
56	بچوں کی نظمیں 40% ☆	ڈاکٹر شفیق احمد اعظمی	160Pg	50/=
57	اتحاد امت اور نظم امارت وقضاء	حکیم عبیداللہ کشمیری	48Pg	18/=
58	عالم برزخ کی سیر ☆	محمد اکرم اعظمی	48Pg	16/=
59	دنیا میں قبر پرستی کیوں کر پھیلی؟	مولانا داؤد غزنوی	48Pg	16/=
60	فتاویٰ شیخ الحدیث محمد اسماعیل گوجرانوالہ ☆	شیخ الحدیث محمد اسماعیل گوجرانوالہ	256Pg	98/=
61	معقولات حنفیہ	علامہ ثناء اللہ امرتسری		13/=
62	فتاویٰ اسلامیہ اول	فتاویٰ کمیٹی سعودی عرب	656Pg	220/=
63	کیا نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب..... ☆	مولانا ذاکر عباس مدنی	80Pg	32/=
64	تقلید سے امت کو کیا ملا	ڈاکٹر رضاء اللہ	64Pg	18/=
65	عصائے محمدی ☆	مولانا محمد جونا گڑھی	160Pg	75/=

66	بخاری مترجم اردو داؤد راز	علامہ داؤد راز پاکستان		1800/=
67	مشکوٰۃ المصابیح اردو (جلد اول)	علامہ صادق خلیل پاکستان	656Pg	270/=
68	مشکوٰۃ المصابیح اردو (جلد دوم)	// // //	زیر طبع	
69	مشکوٰۃ المصابیح اردو (جلد سوم)	(کتاب النکاح)	656Pg	270/=
70	مشکوٰۃ المصابیح اردو (جلد چہارم)	// // //	زیر طبع	
71	مشکوٰۃ المصابیح اردو (جلد پنجم)	// // //	زیر طبع	
72	اجتناب بدعت کی اسلامی دعوت	نواب صدیق حسن خاں	208Pg	82/=
73	تحریک اہل حدیث اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی		زیر طبع	
74	نظر بد جادو اور نفسیاتی بیماریوں کا علاج	شیخ عبدالعزیز العیدان	112Pg	24/=
75	آسان عربی گرامر اول	لطف الرحمٰن	112Pg	35/=
76	آسان عربی گرامر دوم	//	112Pg	35/=
77	آسان عربی گرامر سوم	//	112Pg	35/=
78	پکی قبریں اسلام کی نظر میں	امام محمد بن علی شوکانی	48Pg	14/=
79	مفتی اعظم کا پیغام داعیان اسلام کے نام	علامہ عبدالعزیز ابن باز	48Pg	16/=
80	سیرت رسول	مولانا عبدالکریم ثاقب	32Pg	10/=
81	کیا قبر پرستی شرک نہیں ہے	شیخ محمد احمد باشمیل	48Pg	16/=
32	سود کی تباہ کاریاں	خلیفہ بن عیسیٰ الغانم	32Pg	11/=
83	اسلام میں داڑھی کا مقام	مولانا سید بدیع راشدی	32Pg	12/=
84	جہیز ایک المیہ	سالک بستوی، امیر حمزہ اعظمی	80Pg	20/=
85	مختصر صحیح بخاری اردو (۲/جلد)	علامہ زبیدی/ مولانا عبدالستار حماد	1584Pg	450/=
86	آیئے مزاروں کی سیر کریں	علامہ امیر ہمدانی	272Pg	90/=
87	مزاروں پر بیٹھے مجاوروں کی کہانی	علامہ امیر ہمدانی	240Pg	78/=
88	آسمانی جنت اور درباری جہنم	علامہ امیر ہمدانی	264Pg	86/=